عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

فضائل ومناقب

جلد: ۴۱ | ۲۱ تا ۲۸ ر رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ ر اپریل ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۱۶

اعتکاف

فضائل وآداب

شبِ قدر

خصوصیات، اعمال اور علامات

سجدے میں پاؤں زمین سے اٹھائے رکھنا

س:......نماز پڑھنے والا جب سجدہ کرے تو دونوں پاؤں زمین پر نہ رکھے بلکہ تھوڑے اوپر اٹھائے رکھے تو کیا اس سے نماز میں کوئی فرق آئے گا؟

ج:......اگر کسی نمازی نے پورے سجدہ میں پاؤں زمین پر رکھنے کی بجائے اٹھائے رکھے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، کیونکہ سجدہ میں پاؤں زمین پر رکھنا ضروری ہے، اگر تھوڑے وقت کے لئے اٹھائے پھر رکھ لئے تو ایسی صورت میں نماز تو ہوجائے گی مگر بلا عذر ایسا کرنا بھی مکروہ ہے۔

روزہ کے چند مسائل

س:......ناک اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیا یہ صحیح ہے؟

ج:......ناک اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ اسی طرح لکھا ہے: ’’او اقطرنی اذنه اقطر ولا كفارة عليه هكذا في الهداية۔‘‘ (عالمگیری ص:۲۰۴، ج:۱)

س:......آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ کیوں نہیں ٹوٹتا، جبکہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حالانکہ آنکھ میں دوا ڈالنے سے اس کی بو اور اثر حلق میں محسوس ہوتا ہے، بلکہ دوا بھی حلق میں جاتی ہے، پھر بھی کیوں روزہ نہیں ٹوٹتا؟

ج:......آنکھ میں ڈالی گئی دوا براہ راست حلق یا دماغ میں نہیں پہنچتی اس وجہ سے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا: ’’ولو اقطر شيئاً من الدواء في عينه لايفطر صومه عندنا وان وجد في حلقه طعمه....الخ۔‘‘ (عالمگیری ص:۲۰۳، ج:۱)

س:......اگر الٹی ہوجائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ اور اگر ڈکار کے ساتھ کچھ پانی یا الٹی حلق میں آجائے اور واپس جائے تو کیا حکم ہے؟ اور اگر کوئی قصداً واپس نگل لے تو کیا حکم ہے؟

ج:......قے اگر خود سے آئے خواہ تھوڑی ہو یا منہ بھر کر ہو، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر منہ بھر کر ہو اور قصداً واپس حلق سے نیچے اتارے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور بلا قصد لوٹ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

س:......اگر منہ میں کھانے کے کچھ ذرات باقی رہ گئے ہوں اور روزے کی حالت میں ان کو نگل لے تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

ج:......دانتوں میں گوشت کا ریشہ یا منہ میں کوئی چیز رہ گئی تھی اور وہ خود بخود حلق کے اندر چلی گئی تو اگر وہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اگر اس سے کم ہو تو نہیں ٹوٹے گا، لیکن اگر کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر نگل لی تو خواہ وہ تھوڑی سی ہو تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

س:......روزے کی حالت میں مسوڑھوں سے خون آئے اور حلق سے نیچے اتر جائے تو کیا حکم ہے؟

ج:......اگر یقین ہو کہ خون حلق سے نیچے چلا گیا ہے تو روزہ فاسد ہوجائے گا، دوبارہ رکھنا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۴۱ ۲۱ تا ۲۸ر رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ر اپریل ۲۰۲۲ء شمارہ:۱۶

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرّم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانیؒ کی رحلت	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
اعتکاف... فضائل وآداب	۶	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
اعتکاف... فضائل واحکام	۹	مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی
سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	۱۱	مولانا محمد صدرِ عالم قادری
شب قدر.... خصوصیات، اعمال، علامات	۱۶	شیخ سلمان بن فہد العودہ
حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مخین آبادی	۱۹	مولانا محمد وسیم اسلم
عمرہ... فضائل واحکام (۲)	۲۴	مفتی محمد عارف باللہ قاسمی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذِ حدیث ومفتی، صدر دارالعلوم کراچی مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے بھتیجے، جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل، کئی کتابوں کے مصنف حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی اس دنیائے رنگ وبو میں ۷۳ بہاریں گزار کر ۲۵ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۷ فروری ۲۰۲۲ء راہیِ عالمِ آخرت ہوگئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہ ما أعطی وکل شيءٍ عندہ باجل مُّسمّٰی۔

انسان عالمِ ارواح سے محوِ سفر ہے اور جنت میں داخلہ تک یہ سفر جاری رہے گا۔ دنیا میں آنا اور یہاں سے کوچ کرنا اس سفر کا لازمی جز ہے، جسے ہر ایک نے عبور کرنا ہے۔ یہ دنیا دراصل آخرت کے لئے توشہ لینے کی جگہ ہے۔ جس نے اس دنیا میں سے عالمِ ارواح میں رب سے کئے گئے ’’عہدِ الست‘‘ کے مطابق زندگی گزار دی وہ تو اس دنیا سے عالم آخرت کے لئے کامیابی کی سند اور تمغہ لے کر جاتا ہے اور جو اس دنیا میں اس عہد کو بھلا کر اپنی من مانیوں اور خواہشات میں پھنسا رہا، اس کا معاملہ مشکوک سا ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت پر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے تو اسے بلاحساب وکتاب معاف فرمادے اور چاہے تو سزا دے۔ کامیاب ہیں وہ لوگ جن کی پوری زندگی دین اسلام کے سیکھنے وسکھانے میں گزر گئی۔ کتنے مبارک باد کے مستحق ہیں وہ لوگ جنہوں نے قرآن کریم اور سنت رسول اللہ کے پڑھنے اور پڑھانے میں گزار دی۔ انہی میں سے ایک ہمارے ممدوح حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی نور اللہ مرقدہ ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے جناب زکی کیفی رحمہ اللہ کے ہاں ۷؍شعبان ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۲؍مئی ۱۹۵۱ء بروز پیر پیدا ہوئے۔ ابتدا سے دورہ حدیث تک تمام تعلیم جامعہ اشرفیہ لاہور سے حاصل کی۔ تخصصِ فقہ دارالعلوم کراچی سے حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وہاں تعلیم جاری تھی کہ والد صاحب کی وفات کا سانحہ ہوگیا۔ چونکہ آپ اپنے والدین کی اولاد میں سے بڑے تھے، اس لئے آپ والدہ اور چھوٹے بھائیوں کی خدمت اور سرپرستی کے لئے واپس لاہور آگئے۔ ادارہ اسلامیات جسے آپ کے والد صاحب نے قائم کیا تھا، اس کی دیکھ بھال آپ کرتے تھے، جب آپ کے بھائی اس کو سنبھالنے کے قابل ہوگئے تو آپ ۱۹۹۰ء میں مستقل دارالعلوم کراچی تشریف لے آئے اور یہاں تدریس کے ساتھ ساتھ دارالافتاء میں بھی اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔

اصلاح وتربیت کا تعلق کئی بزرگوں سے رہا، جن میں مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، حاجی محمد شریف ملتانیؒ، ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ، مولانا مسیح اللہ خانؒ، نواب عشرت خان قیصرؒ اور مولانا عبیداللہ جیسے بزرگانِ دین شامل ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی رحمہ اللہ گاہے بگاہے اپنے طلبہ کو قیمتی باتیں ارشاد فرمایا کرتے تھے، ان باتوں کو آپ کے شاگرد مفتی محمد اویس ارشاد صاحب نے اپنے ایک مضمون میں تحریر کیا ہے۔ افادہ عام کی غرض سے ان کے چند اقتباس یہاں درج کئے جاتے ہیں:

ا:...ایک بار فرمایا: ’’حضرت گنگوہیؒ ایسی نصوص کا ایسا محمل بیان کرتے کہ تمام صحیح وضعیف احادیث باہم منطبق ہو جاتیں، میرا ذوق بھی حضرت گنگوہیؒ والا ہے۔‘‘

۲:...فرمایا کرتے تھے: ’’فتویٰ کی تعبیر دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ طالب علم نے اس فتویٰ کی تیاری میں کس قدر محنت کی ہے۔‘‘ جس طالب علم کو فتویٰ سے مناسبت نہ ہوتی، اسے مشورہ دیتے: ’’آپ کسی اور دینی یا دنیاوی خدمت میں مشغولیت اختیار کرلیں، کہیں اپنے فتاویٰ کے ذریعہ امت کی گمراہی کا سبب نہ بن جائیں۔‘‘ بغیر دلیل کے فتویٰ حضرت کے ہاں قابل قبول نہیں تھا۔ ایک بار کسی ساتھی نے بغیر حوالہ کے جواب لکھ دیا، حضرت نے فرمایا: ’’اس کی دلیل؟‘‘ طالب علم نے شرمندہ سا ہو کر پریشان چہرہ بنالیا۔ فرمایا: ’’مولانا! آپ کی بات ہم صرف اس لئے تو نہیں مان سکتے کہ آپ نے کرتا پہنا ہوا ہے، سر پہ ٹوپی ہے اور شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھی ہوئی ہے۔ فتویٰ کے لئے تو دلیل دینی پڑے گی۔‘‘ فتویٰ میں قرآن وحدیث کے دلائل ذکر کرنے کی ترغیب دیتے تھے، البتہ فقہاء کرام کی کتب کا حوالہ بھی ضروری ہوتا۔ ایک بار فتویٰ میں دلیل کے طور پر صرف قرآن مجید کی آیت ذکر کر دی، فرمایا: ’’تم براہِ راست قرآن مجید سے استدلال کرنے والے کون ہوتے ہو، ہمیں تو اس آیت سے فقہاء کرام کا استدلال دکھاؤ۔‘‘ ایک ساتھی نے فتویٰ میں تمام تر حوالہ جات کتب تصوف سے دیئے، حضرت نے جب ملاحظہ کیا تو فرمایا: ’’مولوی صاحب! تصوف کی کتابیں پڑھ کر، چوم کر رکھنے کے لئے ہوتی ہیں، فتاویٰ تو فقہاء کرام کی کتابوں سے لکھے جاتے ہیں۔‘‘

۳:...فراغت کے بعد ایک بار میں استاذ جی کی خدمت میں حاضر ہوا، نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ’’مولوی صاحب! آپ خطیب لوگ منبر پر عبادات تو کثرت سے بیان کرتے ہیں، معاشرتی مظالم کے خلاف کوئی بات نہیں کرتے، شوہر کے بیوی پر ظلم، تاجروں کے عوام پر ظلم کے خلاف بیان کرنے کا رواج نہیں ہے۔‘‘

۴:...معاملات ومعاشرت درست نہ ہونے کی صورت میں محض ظاہری وضع قطع اختیار کرنے کو دینداری نہیں سمجھتے تھے۔ ایک بار فرمایا: ’’بزرگ تو ایک ہزار روپے میں تیار ہو جاتا ہے، آج کل ذرا مہنگائی ہے تو دو ہزار خرچ ہو جائیں گے، کرتا، ٹوپی وغیرہ دو ہزار میں لے کر بغیر کسی محنت اور معاشرت کی درستی کے بزرگ بن گئے، درحقیقت یہ کوئی بزرگی نہیں۔ اللہ والا بننے کے لئے بہت محنت کرنا ہوتی ہے، اللہ والوں کی مجالس میں عرصہ تک دوزانو ہونا پڑتا ہے، عرصہ دراز تک ان سے استفادہ کرنے کے بعد جا کر کوئی تھوڑا بہت سیکھ پاتا ہے۔‘‘

۵:...اکثر فرماتے: ’’ہر مولوی صاحب کو یہ حدیث ملحوظ رکھنی چاہئے: ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر‘‘، ڈرتے رہا کرو کہ دین کی خدمت کے باوجود کہیں ہم اس حدیث کا مصداق نہ ہوں۔

ابتداءً آپ کو بلڈ پریشر کا عارضہ لاحق تھا، بعد میں دل کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا، جس سے اور بھی کئی بیماریوں نے گھیر لیا۔ آپ ان حالات میں بھی اپنی تدریسی اور دارالافتاء کی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ کچھ عرصہ ہسپتال میں بھی رہے، وفات سے ایک دن قبل آپ کو گھر لایا گیا اور گھر میں ہی آپ راہیِ آخرت ہو گئے۔ اسی رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے کے قریب شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے آپ کے کچھ فضائل اور اوصاف بیان کئے، ان کی علمی اور عملی زندگی کے چند پہلوؤں پر آپ نے روشنی ڈالی اور صدمات کے برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ نے جو انعامات رکھے ہیں ان کا تذکرہ کیا اور پھر نمازِ جنازہ کی امامت کی۔ کراچی اور بیرونِ کراچی سے خلق خدا دارالعلوم کراچی میں سمٹ آئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع کورنگی کے مبلغ حضرت مولانا محمد عادل غنی صاحب اور راقم الحروف بھی آپ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے، نمازِ جنازہ کے بعد دارالعلوم کراچی کے قدیم قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، آپ کے پسماندگان، اعزہ، اقرباء اور متوسلین ومتعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔ ہفت روزہ ختم نبوت کے باذوق قارئین سے حضرتؒ کے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔ اللّٰھم لاتحرمنا اجرہ ولاتفتنا بعدہ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اعتکاف.... فضائل وآداب!

دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارہ!

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

اسلام چوں کہ دین فطرت ہے، اس لئے وہ رہبانیت کے بھی خلاف ہے اور نری مادہ پرستی کے بھی۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ اس دنیا کے مال و متاع سے فائدہ اٹھاؤ،اپنی خواہشات کو پورا کرو؛مگر ایک دائرے میں رہ کر۔ ساتھ ہی اپنے اخلاق و روحانیت کے جذبے کو کبھی افسردہ اور مردہ نہ ہونے دو،تمام انبیاءکرام علیہم السلام نے ہردور میں اسی کے لئے کوشش کی اور جب بھی انسانیت، مادیت اور حیوانیت کی زد میں آکر ہلاک ہونے کے قریب ہوئی،انہوں نے اخلاق وروحانیت پیدا کرنے کے اسباب مہیا کئے۔ یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ فطری طور پر ہرانسان اپنے گردوپیش کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے اور اس کے مثبت یا منفی اثرات قبول کرتا ہے؛اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی روحانی تربیت کا یہ نظام بنایا کہ سال میں ایک مہینہ مقرر فرمادیا؛جس میں صیام النہار اور قیام اللیل کے علاوہ اخیر عشرے میں اعتکاف کے ذریعہ بندہ حیوانیت کو مغلوب اور ملکوتیت کو غالب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اعتکاف کیا ہے؟

عربی زبان میں اعتکاف کے معنی ”ٹھہرنے، جمے رہنے اور کسی مقام پر اپنے آپ کو روکے رکھنے“ کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد میں رک کے رہنے کا نام اعتکاف ہے۔

اعتکاف ایک اہم ترین عبادت اور قرب خداوندی کا بہترین ذریعہ ہے؛ مسندالہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اعتکاف کا مقصد یوں بیان فرماتے ہیں کہ جب انسان کے افکار اور اذہان مختلف باتوں سے پراگندہ ہوجاتے ہیں اور لوگوں کے میل جول سے آدمی سخت پریشان ہوجاتا ہے تو اس پراگندگی اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کو مشروع فرمایا ہے، اعتکاف بیٹھنے والا آدمی عام لوگوں سے علیحدگی اختیار کرکے مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر عبادت وریاضت میں مصروف ہوجاتا ہے؛جس کی بدولت اس کی ذہنی پریشانی اور قلبی اضطراب دور ہوجاتا ہے۔(حجۃ اللہ البالغۃ)

علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ:اعتکاف کا مقصد اور اس کی روح دل کو اللہ پاک کی ذات کے ساتھ وابستہ کرلینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کی طرف متوجہ ہوجائے اور ساری مشغولیتوں کے بدلہ میں اسی کی پاک ذات کے ساتھ مشغول ہوجائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہوکر اس طرح اس میں لگ جائے کہ خیالات، تفکرات سب جگہ اس کا پاک ذکر اس کی محبت سما جائے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کے بدلہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس پیدا ہوجائے کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے کہ اس دن اللہ پاک کی ذات کے سوا نہ کوئی مونس، نہ دل بہلانے والا ہوگا، اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہوچکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گزرے گا؟

صاحب مراقی الفلاح کہتے ہیں کہ : اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال میں سے ہے، اس کی خصوصیتیں حد احصاء سے خارج ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا و مافیہا سے یکسو کرلینا ہے اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کردینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑجانا ہے۔

نیز اس میں ہروقت عبادت میں مشغولی ہے کہ آدمی سوتے جاگتے ہروقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ تقرب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ نیز اس میں اللہ تعالیٰ کے گھر پڑجانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے قلعہ میں محفوظ ہونا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت کے بیان کیے جاتے ہیں۔

اعتکاف کی حقیقت:

اعتکاف کی حقیقت خلق سے منقطع ہوکر خالق سے وابستہ ہوجانا ہے اور یہ رب العزت کا

خصوصی لطف واحسان ہے کہ وصالِ حق کی وہ منزل جو امم سابقہ کو زندگی بھر کی مشقتوں اور مسلسل ریاضتوں کے نتیجے میں بھی حاصل نہیں ہوتی تھی فقط چند روز کی خلوت نشینی سے امت محمدیہ کو میسر آ سکتی ہے۔

چنانچہ اعتکاف کی روح یہ ہے کہ انسان چند روز کے لئے علائق دنیوی سے کٹ کر گوشہ نشین ہو جائے، ایک محدود مدت کے لئے مکمل یکسو ہو کر اللہ کے ساتھ اپنے تعلقِ بندگی کی تجدید کرلے، اپنے من کو آلائش نفسانی سے علیحدہ کر کے اپنے خالق و مالک کے ذکر سے اپنے دل کی دنیا آباد کرلے، مخلوق سے آنکھیں بند کر کے اپنے معبود سے لو لگائے، جب انسان ان کیفیات سے معمور ہوکر، دنیا و مافیہا سے کٹ کر اپنے خالق و مالک کے در پر پڑ جاتا ہے تو اس کے یہ چند ایام سال بھر کی عبادت اور طاعت پر بھاری ہوجاتے ہیں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: اعتکاف کی غرض ایک تو شبِ قدر کی تلاش ہے، دوسری غرض جماعت کا انتظار کرنا ہے، تیسری روح اعتکاف کی یہ ہے کہ معتکف نے گویا اپنے آپ کو مسکین وخوار بنا کر بادشاہ کے دروازہ پر حاضر کر دیا ہے، اپنی محتاجی ظاہر کر رہا ہے کہ اب تو آپ کے دروازہ پر پڑا رہوں چاہے نکالیے، چاہے بخش دیجیے۔ یہ شان ہے فنا کی۔ اور اعتکاف کو اس کی روح اس لئے کہا کہ اعتکاف اور کسی عبادت پر موقوف نہیں، اگر دربار میں حاضری دے کر ہر وقت سوتا رہے تب بھی اس کو اعتکاف کا پورا ثواب ملے گا یہ دروزاہ پر پڑا رہنا ہی بڑی چیز ہے، یہی وہ چیز ہے کہ مردود کو مقبول بنا دیتی ہے۔

(احکامِ اعتکاف 16)

اعتکاف کی اقسام:

فقہائے کرام نے اعتکاف کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) واجب اعتکاف: یہ وہ اعتکاف ہے؛ جس میں بندے نے نذر مانی ہو کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اتنے اتنے دن اعتکاف کروں گا، جتنے دن اعتکاف کی نذر مانی ہو اتنے دن کا اعتکاف کرنا ضروری ہے؛ مگر اعتکاف کے ساتھ روزہ بھی ضرور رکھے گا کیونکہ روزہ صحت اعتکاف کی شرائط میں سے ہے۔

(۲) سنت اعتکاف: یہ وہ اعتکاف ہے؛ جو عام طور پر رمضان کریم کے آخری عشرے میں ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر رمضان میں یہ اعتکاف کیا ہے، اس وجہ سے یہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر پورے محلّہ میں سے ایک یا چند افراد نے بھی اعتکاف کرلیا تو سب کا ذمہ ساقط ہو جائے گا ورنہ سب پر اس کا وبال (گناہ) ہوگا۔

(۳) مستحب اعتکاف: یہ وہ اعتکاف ہے؛ جس کے لئے کوئی وقت اور اندازہ مقرر نہیں ہے؛ بلکہ جتنا وقت بھی مسجد میں ٹھہرے تو اعتکاف ہوگا اگر چہ تھوڑی دیر کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ افضل تو یہ ہے کہ آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہی اعتکاف کی نیت کر لے تو نماز اور نفل وغیرہ کے ثواب کے ساتھ ساتھ اعتکاف کا ثواب بھی پاتا رہے گا۔ (شامی)

آدابِ اعتکاف:

۱:... سب سے پہلے اپنی نیت کو خالص کرے؛ کیوں کہ ہر عمل نیت کے مطابق مقبول ہوتا ہے۔

۲:... اعتکاف کے لئے بہترین مسجد کا انتخاب کرے، جیسے مکہ مکرمہ والے کے لئے مسجد حرام، مدینہ منورہ میں رہنے والے کے لئے مسجد نبوی، بیت المقدس کے رہنے والے کے لئے مسجد اقصیٰ اور دوسرے علاقوں میں رہنے والوں کے لئے جامع مسجد وغیرہ۔

۳:... صرف بھلائی ہی کی بات کرے یا خاموش رہے، لایعنی اور بے کار گفتگو سے مکمل اجتناب کرے۔

۴:... قرآن کریم کی تلاوت، اذکار ماثورہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور دینی کتب کے مطالعہ میں اپنے آپ کو مصروف رکھے۔

۵:... مسجد کی نظافت وصفائی اور دیگر حدود کا خاص خیال رکھے۔

۶:... یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور یکسوئی کو متاثر کرنے والی جملہ چیزوں (موبائل، گیم وغیرہ) سے کلی اجتناب کرے۔

اعتکاف کے عظیم فوائد وثمرات:

۱:... معتکف کو دنیا کی سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ جگہ پر دس دن گزارنے کا موقع ملتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: شہروں میں سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی مساجد ہیں۔ (مسلم)

۲:... مسجد میں آنے والا اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے لہٰذا معتکف کے لئے یہ کتنی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے کہ وہ دس دن تک دن رات اللہ تعالیٰ کی میزبانی میں ہوتا ہے، چنانچہ اِرشادِ نبوی ہے: بیشک مساجد زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ ان لوگوں کا اِکرام کریں گے جو مساجد میں (عبادت وغیرہ کے

لئے آ کر) اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں۔

(شعب الایمان)

اسی طرح حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں: جو اچھی طرح وضو کر کے مسجد نماز پڑھنے کے لئے جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کا زائر یعنی زیارت کرنے والا مہمان ہے اور میزبان کا (اخلاقی وشرعی) حق بنتا ہے کہ وہ اپنے مہمان زائر کا اِکرام کرے۔

(ابن ابی شیبہ)

۳:... اعتکافِ مسنون میں بیٹھنے والے دس دن تک مسجدوں کو دن رات آباد کرنے والے ہیں، اور حدیث کے مطابق مسجدوں کو آباد کرنے والے اللہ والے ہیں۔ (شعب الایمان)

لہٰذا معتکف کو اعتکاف کی عظیم عبادت کی برکت سے اہل اللہ ہونے کا شرَف حاصل ہوتا ہے۔

۴:... اعتکاف میں بیٹھنے والوں کو دس دن تک دن رات فرشتوں کی ہم نشینی حاصل ہوتی ہے، اِس لئے کہ مسجدوں میں جم کر رہنے والوں کے ہمراہ فرشتے ہوتے ہیں؛ جیسا کہ حضرت سعید بن المسیّبؒ کا قول ہے: بیشک مسجد کے لئے کچھ لوگ میخوں (یعنی کیلوں) کی طرح ہوتے ہیں (یعنی کِیل کی طرح مسجدوں میں جمے ہوئے ہوتے ہیں) اور ان کے ہمنشین فرشتے ہوتے ہیں، پس جب وہ فرشتے کبھی ان لوگوں کو مسجد میں نہیں پاتے تو ایک دوسرے سے ان کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، اگر وہ بیمار ہوتے ہیں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر وہ کسی حاجت میں پھنسے ہوتے ہیں تو ان کی مدد کرتے ہیں۔ (مصنّف ابن ابی شیبہ)

۵:... مسجدیں شیطان سے بچنے اور ان سے محفوظ رہنے کے لئے بہت ہی مضبوط قلعے اور محفوظ پناہ گاہیں ہیں۔ معتکف کو اعتکاف کی برکت سے یہ محفوظ اور مضبوط پناہ گاہ حاصل ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: بیشک شیطان انسان کا بھیڑیا (دشمن) ہے جیسے بکریوں کا (دشمن) بھیڑیا ہوتا ہے، وہ موقع پاتے ہی الگ ہونے والی اور کنارے ہونے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، پس تم گھاٹیوں (میں الگ ہو جانے) سے بچو اور اپنے اوپر جماعت (کے ساتھ وابستگی) کو، اکثریت کو اور مسجد کو لازم کرلو۔ (مسند احمد)

۶:... اعتکاف کا ایک عظیم فائدہ یہ بھی ہے کہ معتکف دس دن تک اللہ تعالیٰ کے ضمان میں ہوتا ہے، اِس لئے کہ وہ مسلسل دن رات مسجد میں ٹھہرا رہتا ہے اور حدیث کے مطابق مساجد میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کے ضمان میں ہوتے ہیں، چنانچہ اِرشادِ نبوی ہے: چھ مجلسیں ایسی ہیں جن میں سے ہر مجلس میں مومن اللہ تعالیٰ کے ضمان میں ہوتا ہے: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں، جماعت سے نماز ہونے والی مسجد میں، مریض کے پاس، جنازے کے پیچھے جانے میں، میت کے گھر میں، امامِ عادل کے پاس (اس کی مدد ونصرت اور تعظیم کے لئے)۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار)

۷:... معتکف کو اعتکاف کی برکت سے یہ خوش قسمتی حاصل ہوتی ہے کہ وہ دس دن تک مسجد میں رہنے کی وجہ سے نماز میں ہوتا ہے یعنی اسے نماز کا ثواب حاصل ہوتا رہتا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: گھر سے مسجد جانے والا اپنے نکلنے سے لے کر واپس لوٹنے تک نماز پڑھنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ رمضان کے مسنون اعتکاف کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے اور بھر پور یکسوئی کے ساتھ سنن و آداب کا خیال کرتے ہوئے اعتکاف کرنے والا بنائے۔ آمین

☆☆.........................☆☆

نائیجیریا میں سوشل میڈیا پر توہین اسلام کے مجرم کو ۲۴ سال قید

مبارک بالا نے فیس بک پر اسلام مخالف اور توہین آمیز پوسٹ شیئر کی تھیں

ابوجا (جنگ نیوز) نائیجیریا میں سوشل میڈیا پر توہینِ اسلام کرنے والے مجرم کو ۲۴ سال قید کی سزا سنادی گئی۔ تفصیلات کے مطابق نائیجیریا کی عدالت نے توہین مذہب کے الزام میں ایک شخص کو ۲۴ سال قید کی سزا سنائی ہے۔ غیر ملکی میڈیا کے مطابق نائیجیریا میں ہیومنسٹ ایسوسی ایشن نامی تنظیم کے سربراہ مبارک بالا کو سوشل میڈیا پر اسلام مخالف اور توہین آمیز پوسٹیں کرنے کے الزام میں مقامی عدالت نے ۲۴ سال قید کی سزا سنائی ہے۔ مبارک بالا کو توہین آمیز پوسٹ کرنے پر ۲۰۲۰ء میں گرفتار کیا گیا تھا اور اس نے دوران تفتیش اپنے خلاف ۱۸ الزامات کا اعتراف بھی کیا تھا۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۷/اپریل ۲۰۲۲ء)

اعتکاف: فضائل واحکام!

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

اعتکاف کے لفظی معنی ٹھہرنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں کسی ایسی مسجد میں جہاں اعتکاف میں بیٹھنے کے وقت پنج وقتہ فرض نماز پابندی سے باجماعت ہوتی ہو، اس میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔(مراقی الفلاح)

اعتکاف کی فضیلت

حضرت علی بن حسینؓ اپنے والد ماجد حضرت امام حسینؓ وآباءَ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک میں آخری عشرے کا اعتکاف کیا، اس کو دو حج اور دو عمرے کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔(الترغیب)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ معتکف تمام گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کو اس قدر ثواب ملتا ہے جیسے کوئی شخص تمام نیکیاں کر رہا ہو۔(مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کے لئے صرف ایک دن کا اعتکاف کیا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس معتکف اور دوزخ کے درمیان تین خندقیں حائل کردے گا جو (لمبائی چوڑائی میں) خافقین سے زیادہ وسیع ہوں گی۔(الترغیب)

تشریح: خافقین کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں۔

☆...... جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب کے درمیان میں ہے۔

☆...... جتنا فاصلہ آسمان و زمین میں ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ معتکف کو دوزخ سے بہت دور رکھا جائے گا یعنی وہ جہنم میں نہ جائے گا۔

اعتکاف کا رکن

اعتکاف میں صرف ایک رکن ہے اور وہ کسی بھی مسجد میں خاص طریقے سے ٹھہرنا اور اپنے آپ کو محبوس (عبادت کا پابند) کرنا ہے۔ (بحرالرائق)

اعتکاف کی شرائط

اعتکاف میں سات چیزیں شرط ہیں:

(۱)مسلمان ہونا، (۲)عاقل ہونا، (۳)اعتکاف کی نیت کرنا، (۴)مسجدِ جماعت میں ٹھہرنا، (۵)سنت اور واجب اعتکاف میں روزے سے ہونا، (۶)مرد وعورت کا جنابت سے پاک ہونا، (۷)عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا۔

(اتاے عالمگیری)

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب، (۲)مسنون، (۳)مستحب یا نفل۔

واجب اعتکاف

جس اعتکاف کی منت مان لی جائے، وہ واجب ہوجاتا ہے، خواہ منت کسی شرط پر موقوف ہو، جیسے یوں کہنا کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو اعتکاف کروں گا یا منت کسی بھی شرط پر موقوف ہو جیسے یوں کہنا کہ اللہ تعالیٰ واسطے میرے ذمہ اتنے دنوں کا اعتکاف کرنا واجب ہے۔(علم الفقہ)

اعتکاف مسنون

رمضان المبارک کے آخری عشرے کے اعتکاف کو اعتکاف مسنون کہتے ہیں۔(عالمگیری)

اس کا پورا نام سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

(مراقی الفلاح)

مسئلہ: رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف بڑے شہروں کے ہر بڑے محلے کی کسی مسجد میں اور گاؤں دیہات کی پوری بستی میں کوئی ایک آدمی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب محلے والے اور سب دیہاتوں کے ذمہ ترک سنت کا وبال رہتا ہے اور اگر ایک آدمی بھی اعتکاف میں بیٹھ جائے تو یہ سنت سب کے ذمہ سے اتر جاتی ہے اور اعتکاف کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔

(بحرالرائق)

مسنون اعتکاف کا طریقہ

رمضان المبارک کی ۲۰ تاریخ کو عصر کے

بعد سورج غروب ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے آخری عشرے کے اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں داخل ہوجائے اور جب شرعی طور سے عید کے چاند کا ثبوت ہوجائے تو اعتکاف ختم کردے اور یہ غروب آفتاب کے بعد ختم ہوجائے گا۔(شامی)

مسنون اعتکاف کی نیت

مسنون اعتکاف کی اتنی نیت کرلینا کافی ہے: ''اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے میں رمضان المبارک کے آخری عشرے کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں۔'' (عالمگیری)

مسئلہ: اعتکاف کی نیت ۲۰ تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے کرلینی چاہئے۔ خواہ مسجد میں داخل ہوتے وقت کریں یا مسجد میں داخل ہو جانے کے بعد کریں، لیکن اگر غروب آفتاب کے کچھ دیر بعد نیت کی تو یہ اعتکاف مسنون نہ ہوگا بلکہ مستحب ہوجائے گا، کیونکہ نیت کرنے سے پہلے عشرۂ اخیرہ کا کچھ وقت ایسا گزر گیا ہے کہ جس میں اعتکاف کی نیت نہیں تھی، لہٰذا پورے عشرے کا اعتکاف نہ ہوا، جب کہ مسنون یہی تھا۔

(امدادالفتاویٰ)

اعتکاف کی سب سے افضل جگہ

اعتکاف کے لئے سب سے بہتر جگہ مسجد الحرام، یعنی بیت اللہ ہے، اس کے بعد مسجد نبوی ہے، اس کے مسجد اقصیٰ ہے۔ جس کو بیت المقدس کہتے ہیں پھر وہ مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہو، پھر محلے کی وہ مسجد جس میں نمازی زیادہ آتے ہوں اور اگر محلے میں جامع مسجد بھی ہے لیکن پنج وقتہ نمازی کم آتے ہیں اور دوسری مسجد جہاں جمعہ نہیں ہوتا، اس میں نمازی زیادہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں جامع مسجد میں ہی اعتکاف کرنا افضل ہے، کیونکہ نماز جمعہ کے لئے باہر جانا نہ پڑے گا۔ ہاں اگر محلے میں دو جامع مسجدیں ہوں تو جس میں زیادہ نمازی آتے ہوں، وہ افضل ہے۔(بدائع)

جامع مسجد سے مراد ہر وہ مسجد ہے جس میں جمعہ کی نماز ہوتی ہو، نیز وہ بڑی مسجد جس میں نمازی بہت آتے ہوں وہ حکماً جامع مسجد ہے اور اس میں بھی جامع مسجد کا ثواب ملے گا۔ جامع مسجد میں اعتکاف کرنے کا ثواب پانچ سو اعتکاف کرنے کے برابر ملتا ہے۔(بدائع)

محلے کی مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے

مسئلہ: حقوق کے اعتبار سے اپنے محلے کی مسجد ہی کا زیادہ حق ہے کہ اس میں اعتکاف کیا جائے، کیونکہ اعتکاف تراویح بالجماعت کے مشابہ ہے، جس طرح محلے کی مسجد میں محلے کی ذمہ تراویح کی جماعت قائم کرنا سنت علی الکفایہ ہے، اگر تمام محلے والے تراویح کی جماعت ترک کردیں تو سنت چھوڑنے کے سب گناہگار ہوں گے، اسی طرح بڑے شہر کے ہر بڑے محلے میں بالکل کوئی اعتکاف نہ کرے تو سب اہل محلّہ سنت کے تارک ہوں گے اور جو شخص محلے میں سے اعتکاف کرے گا تو وہ اپنے اعتکاف کا ثواب بھی پائے گا اور اہل محلّہ کو ترک سنت کے وبال سے بچانے کا اس کو الگ ثواب ملے گا، کیونکہ اس کے اعتکاف کرلینے سے سب گناہ سے بچ گئے۔ لہٰذا اس وجہ سے اپنے محلے والوں کا زیادہ حق ہے کہ ان کو گناہ سے بچایا جائے، بہ نسبت دوسرے محلے والوں کے۔ ان پر جدا سنت علی الکفایہ ہے، اس لئے اپنے محلے ہی کی مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے۔(عالمگیری، شامی، جامع الرموز)

جو باتیں حالت اعتکاف میں مکروہ اور منع ہیں ان سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔

معتکف پر لازم ہے کہ صف اول میں خود آ کر بیٹھے خود کہیں اور ہو اور تولیہ اور چادر وغیرہ سے جگہ روکے رکھے، ایسا نہ کرے اور اپنے ہر قول وفعل، نشست و برخاست اور طرزِ عمل سے دوسرے معتکفین اور نمازیوں کو تکلیف پہنچنے سے بچانے کا بے حد اہتمام رکھے، اپنی صفائی کا بھی خاص خیال رکھے اور مسجد کی صفائی کا بھی بہت اہتمام رکھے اپنی اور دیگر احباب و متعلقین کی عفوو مغفرت کی دعائیں کرے۔ امیدوار رحمت رہے، مایوسی کو ہرگز راہ نہ دے۔☆☆

تحفظ ختم نبوت پروگرام

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نئے مبلغ مولانا مفتی عبداللہ چغرزئی کے کراچی کی مختلف مساجد میں تحفظ ختم نبوت پروگرام ترتیب دیئے گئے، جن میں انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، رمضان المبارک اور نزول قرآن جیسے موضوعات پر بیان کیا۔ ان مدارس و مساجد میں مدرسہ عائشہ للبنات نیو کراچی، صفہ مسجد گلستانِ جوہر، جامع مسجد مصطفیٰ حلقہ کیماڑی، معراج مسجد محمدی کالونی جہاں مہمان خصوصی مولانا محمد نعمان ارمان مدنی مدظلہ نے بھی خطاب کیا، جامع مسجد عائشہ لیاری میراں ناکہ، صغریٰ مسجد حلقہ گارڈن، جامع مسجد نورانی پی آئی ڈی سی اور عبداللہ شاہ مسجد حلقہ لیاری شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام پروگراموں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔

امیرالمومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

فضائل و مناقب

مولانا محمد صدرِ عالم قادری

پروردۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اقلیم ولایت کے شہنشاہ، مقتداء اولیاء واصفیاء، منبع علم و عرفان، محبوب خدا کے رازداں، مخزن صدق و صفا، عالم شجاعت کے شہنشاہ، علم رسول کی ودیعت گاہ، آسمان فضائل کے مہر عالمتاب، عبادت و ریاضت میں مسلمانوں کے امام و پیشوا، ہمت و شجاعت کے عظیم تاجدار، معرکۂ خیبر کے شہسوار، حضرت خاتون جنت کے شوہر نامدار، سرداران جنت کے والد گرامی، حضرت علی حیدر، اسداللہ الغالب کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، آپؓ کا اسم گرامی علی اور کنیت ''ابوالحسن'' و''ابوتراب'' ہے۔

آپؓ وادی بطحاء کے نامور سردار اور اہل حرم میں معزز ترین فرد ابو طالب کے فرزند ارجمند ہیں اور آپؓ کی والدہ کا نام نامی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے۔ آپؓ سابقین اولین اور علماء ربانین میں انتہائی مکرم ومعظم اور مہاجرین اولین اور عشرۂ مبشرہ میں اپنے مراتب ودرجات کے لحاظ سے بہت زیادہ ممتاز اور اعلیٰ واکرم ہیں۔ آپؓ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر نامدار، حسنین کریمین کے پدر بزرگوار، حیدر کرّار وصاحبِ ذوالفقار ہیں اور جس طرح سخاوت و شجاعت میں مشہور خلائق ویگانۂ روزگار ہیں، اسی طرح زہد و اِتقا اور عبادات و ریاضت میں بھی سیدالاخیار وسیدالابرار ہیں۔

فصاحت وبلاغت اور موعظہ وخطابت میں عدیم النظیر اور جود وسخا، علم وحلم، تفکر وتدبر، صبر وتحمل میں بھی بے مثال، غرض ہر میدانِ فضل وکمال کے شہسوار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت تک تمام دنیا آپؓ کو ''مظہر العجائب والغرائب اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب'' پکارتی اور یاد کرتی رہے گی۔

آپ خلفاء راشدین میں سے خلیفۂ چہارم وجانشینِ سید عالم، نورمجسم، شاہ بنی آدم، نبی محتشم، شافع امم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

> حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں علمِ فرائض اور مقدمات کے فیصلے کرنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ علم رکھنے والا کوئی دوسرا نہیں تھا

ولادت باسعادت وپرورش:

عام الفیل کے ۳۰ برس بعد جبکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارکہ ۳۰ سال کی تھی۔ ۱۳؍رجب المرجب بروز جمعۃ المبارکہ ۲۳ سال قبل از ہجرت خانہ کعبہ کے اندر بزم ہستی میں رونق افروز ہوئے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ کے والدین سے جوانس ومحبت تھی اس کا یہ تقاضا تھا کہ آپؐ نے زمانہ قحط میں اپنے محسن چچا ابوطالب کی تنگدستی کو ملاحظہ کرتے ہوئے ان کا معاشی بوجھ ہلکا کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی کفالت میں لے لیا، اس وقت آپؓ کی عمر مبارک پانچ سال تھی۔ ظاہری طور پر تو ابوطالب کی تنگدستی کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کفالت میں لے لیا مگر معنوی طور پر اس حقیقت سے انکار کیسے ممکن ہے کہ مشیت ایزدی نے جامع اور ہمہ گیر صفات سے متصف ہونے والے کم سن علیؓ کی نہایت شائستہ پرورش کے لیے ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود کا انتخاب کیا جس سے مقدس تر کوئی گود نہ تھی، اور راہِ سلوک کی منزل طے کرنے اور مرتبۂ اخلاص پر فائز ہونے کے لیے جس تربیت و تزکیہ کی ضرورت تھی اس کے لیے بارگاہ رسالت میں ہمہ وقت کی باریابی سے فزوں تر کوئی وظیفہ نہ تھا۔ تاکہ بارگاہ رسالت سے فیض یاب ہوکر آپؓ امام الاولیاء کے منصب جلیل پر فائز ہوسکیں اور علم و عرفان کی راہوں پر ایسے نقوشِ پا چھوڑیں جو

تاقیامت اہلِ ذوق کے لیے مثلِ قندیل فروزاں رہیں۔حقیقت میں یہی تقرب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام فضائل و مناقب کی بنیاد ہے، آپؓ نے آغوشِ رسالت میں ہر غم اور ہر فکر سے آزاد پرورش پائی، آپؓ کے نفسِ قدسیہ پر انوارِ رسالت کی پیہم برسات ہوتی رہی، دَرِ اَقدس پر حاضر ہونے والے سائل نے جوطلب کیا اسے وہ شئے مل کر رہی، تو پھر کاشانۂ اقدس کے اندر نورانی تجلیات کی وادیٔ سینا میں شب وروز بسر کرنے والا بھلا کون سی اور کس قسم کی نعمت سے محروم رہا ہوگا۔ آپؓ کی صورت وسیرت، ذات وصفات، اخلاق و آداب، ظاہر و باطن غرضیکہ ہر ہر صفحۂ حیات پر انوارِ نبوت جھلک رہے ہیں۔

اس تربیت و پرورش کا ہی یہ اعجاز تھا کہ آپؓ دور جاہلیت کی کسی آلودگی میں ملوث نہ ہوئے۔نشو ونما اور قوت وتوانائی میں اپنے ہم عمر بچوں سے آگے نکل گئے۔ ایام طفولیت میں بھی حق وفضیلت کی کوئی بات آپ سے ضائع نہ ہوئی۔سنّ شعور سے قبل دس سال کی عمر میں ہی آپؓ کوفہم وفراست کا وہ بلند معیار حاصل ہو چکا کہ آپؓ مقصدِ رسالت کے اسرار ورموز کو سمجھ پائے اور دعوتِ نبی کوحق تسلیم کرتے ہوئے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں اقامتِ صلوٰۃ کو اپنا شعار بنایا۔

اخوتِ رسول:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بھی ایک بڑی خاص خصوصیت ہے کہ آپؓ رسول اکرم، نورمجسم، سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہونے کے علاوہ ''عقد مواخاۃ'' میں بھی آپؓ کے بھائی ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ میں ''بھائی چارہ'' کرایا اور ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بنایا، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبدیدہ ہوکر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تمام صحابہ کرامؓ کو ''عقد مواخاۃ'' میں ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا، مگر میں یونہی رہ گیا اور آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی الفت و محبت سے فرمایا کہ:''انت اخی فی الدنیا والآخرۃ ''یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔''(مشکوٰۃ شریف،ص564)

آپؓ کا حلیہ مبارکہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسم کے فربہ تھے۔ اکثر خود استعمال کرنے کی وجہ سے سر کے بال اڑے ہوئے تھے۔ آپؓ نہایت قوی اور میانہ قد مائل بہ پستی تھے۔ آپؓ کا بطنِ مبارک دیگر اعضاء کے اعتبار سے کسی قدر بھاری تھا۔ مونڈھوں کے درمیان کا گوشت بھرا ہوا تھا۔بطنِ مبارک سے نیچے کا جسم بھاری تھا۔ رنگ گندمی تھا۔ تمام جسم پر لمبے لمبے بال، آپؓ کی ریشِ مبارک گھنی اور دراز تھی۔مشہور ہے کہ ایک یہودی کی داڑھی بہت مختصر تھی ٹھوڑی پر صرف چند گنتی کے بال تھے اور وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا:''اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم میں سارے علوم ہیں اور تم بابِ مَدِینۃ العِلم ہو تو بتاؤ قرآن مجید میں تمہاری گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا بھی ذکر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سورۂ اعراف میں ہے''والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خَبُثَ لایخرج الانکدا الخ ''اور جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل'' (ترجمہ: کنزالایمان، سورۃ الاعراف، پارہ8، آیت نمبر58)معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم بہت وسیع تھا کہ اپنی گھنی داڑھی اور یہودی کی مختصر داڑھی کا ذکر آپؓ نے قرآن کریم میں سے ثابت کر دکھایا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن کریم سارے علوم کا خزانہ ہے مگر لوگوں کی عقلیں اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

ابوتراب:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کنیت ''ابوتراب'' بھی ہے جب کوئی شخص آپؓ کو''ابو تراب'' کہہ کر پکارتا تھا تو آپؓ بہت خوش ہوتے تھے اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم کے مزے لیتے تھے، اس لیے کہ یہ کنیت آپؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے عنایت ہوئی تھی۔اس کا واقعہ یہ کہ ایک روز آپؓ مسجد میں آکر لیٹے ہوئے تھے اور آپؓ کے جسم اقدس پر کچھ مٹی لگ گئی تھی کہ اتنے میں رسول اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم، نبی محتشم مسجد میں تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کے تنِ اقدس کی مٹی کو جھاڑتے ہوئے فرمایا:''قُم یَا اَبَا تُراب ''یعنی اے مٹی والے! اٹھو اس روز سے ہی آپؓ کی کنیت ''ابوتراب'' ہوگئی۔

قبولِ اسلام میں سبقت:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوعمر لوگوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ چنانچہ خود آپؓ کا بیان ہے کہ دوشنبہ کے دن رسول

اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم، نبی محتشم، شافع اُمم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی اتری اور میں منگل کے دن مسلمان ہوا۔ جس وقت آپؓ اسلام لائے آپ کی عمر شریف دس سال یا اس سے کچھ کم یا زیادہ تھی جیسا کہ خود آپؓ کا ایک مشہور و معروف شعر ہے:

سَبَقْتُکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرّاً
غُلَاماً مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمِی

یعنی میں نے تم سب لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کو قبول کیا جب کہ میں لڑکا تھا اور حد بلوغ تک نہیں پہنچا تھا، جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بُت پرستی کے ساتھ ملوث نہیں ہوئے۔ اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ، شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی چھوٹی عمر شریف میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی۔

ہمت وشجاعت کے پیکر:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال ہمت و شجاعت اور جرأت و بہادری کی لازوال داستانوں کے ساتھ سارے عرب و عجم میں آپؓ کے زور بازو کے کافی چرچے تھے، آپؓ کے رعب و دبدبہ سے بڑے بڑے پہلوانوں کے دل کانپ جاتے تھے۔ جنگ تبوک کے موقع پر سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ طیبہ پر اپنا نائب مقرر فرما دیا تھا، اس لیے اس میں حاضر نہ ہو سکے باقی تمام غزوات و جہاد میں شریک ہو کر بڑی جانبازی کے ساتھ کُفّار کا مقابلہ کیا اور بڑے بڑے بہادروں کو اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جنگ بدر میں جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسود بن عبدالاسد مخزومی کو کاٹ کر جہنم میں پہنچا دیا تو اس وقت کافروں کے لشکر کا سردار عُتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کو ساتھ لے کر میدان میں نکلا اور چلا کر کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اَشراف قریش میں سے ہمارے جوڑ کے آدمی بھیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: اے بنی ہاشم! اٹھو اور حق کی حمایت میں لڑو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مقدس کو سن کر حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دشمن کی طرف بڑھے۔ لشکر کا سردار عتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل ہوا اور ذِلّت کے ساتھ مارا گیا۔ ولید جسے اپنی بہادری پر بہت بڑا ناز تھا وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ کے لیے مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا آگے بڑھا اور ڈینگیں مارتا ہوا آپ پر حملہ کیا مگر شیر خدا، علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے تھوڑی ہی دیر میں اسے مار گرایا اور ذوالفقار حیدری نے اس کے گھمنڈ کو خاک و خون میں ملا دیا۔ اس کے بعد آپؓ نے دیکھا کہ عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کر دیا ہے تو آپؓ نے جھپٹ کر اس پر زبردست حملہ کیا اور اسے بھی جہنم میں پہنچا دیا۔ جنگ احد میں ایسی جانبازی کے ساتھ کفار کے نرغے میں لڑتے رہے کہ سولہ زخم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک پر لگے۔ مگر اِس حال میں بھی ذوالفقار حیدری چلاتے ہی رہے۔ جنگ خندق میں عمرو بن عبدود جو ایک ہزار بہادروں کے برابر مانا جاتا تھا۔ آپؓ نے اس کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ اس کی کھوپڑی کو کاٹتی ہوئی جبڑے تک پیوست ہوگئی۔ عمرو بن عبدود کے بعد ضرار اور جبیرہ آگے بڑھے۔ لیکن جب ذوالفقار کا ہاتھ بڑھا تو یہ دونوں سر پر پیر رکھ کر بھاگ نکلے، نوفل بھی کفار کا بڑا بہادر شہسوار تھا مگر یہ بھی ذوالفقار حیدری کی مار دیکھ کر فرار ہوگیا اور بھاگتے ہوئے خندق میں گر پڑا، تو اسد اللہ الغالب خندق میں کود پڑے اور ذوالفقار حیدری نے اس مغرور کا بھی خاتمہ کر دیا۔

آپؓ کے فضائل ومناقب:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب کا یہ عالم ہے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیتیں آپؓ کی شانِ اقدس میں نازل ہوئیں اور آپ کے فضائل میں بکثرت حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حضرت علی مرتضیٰؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: ’’عَلِی مِنِّی وَاَنَا مِن عَلِیٍّ ‘‘یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔‘‘ اِس حدیث پاک سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کس قدر کمالِ قرب بارگاہ نبوت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اِسی طرح مسلم شریف کی ایک حدیث شریف ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے دانے کو پھاڑ کر اگایا اور جس نے روح کو پیدا کیا کہ مجھے نبی عربی فداہ امی وابی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ مجھ سے ایماندار لوگ محبت رکھیں گے اور منافق بغض رکھیں گے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ’’علی کرم اللہ وجہہٗ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے‘‘ اور حضرت سعد بن وقاص رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''جس نے علی کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔''

مقام علم وفضل:

رسول اکرم، نورمجسم، شاہ بنی آدم، نبی محتشم، شافع امم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جوہر شناس نگاہوں نے حضرت علیؓ کی خداداد قابلیت واستعداد کا پہلے ہی اندازہ کرلیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باب العلم کی سند مل چکی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے جب بھی آپؓ سے کسی مسئلہ کو دریافت کیا تو ہمیشہ درست ہی جواب پایا۔ حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے جب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ذکر ہوا تو آپؓ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ سے زیادہ مسائل شرعیہ کا جاننے والا کوئی اور نہیں ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں علم فرائض اور مقدمات کے فیصلے کرنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ علم رکھنے والا کوئی دوسرا نہیں تھا۔ اور حضرت سعید ابن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سوائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی یہ کہنے والا نہیں تھا کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو۔ (تاریخ الخلفاء)

آپؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پانچ سو چھیاسی احادیث طیبہ روایت کی ہیں۔ آپؓ کے علمی نکات، فتاویٰ اور بہترین فیصلوں کا انمول مجموعہ اسلامی علوم کے خزانوں کا قیمتی سرمایہ ہے۔ آپؓ کمالِ علم وفضل، جمالِ فصاحت و بلاغت، پُر تاثیر مواعظ و خطابت، بے مثال فیاضی و سخاوت، بے نظیر جرأت و شجاعت اور قرابتِ رسول میں تمام صحابہ کرامؓ میں ممتاز فضیلت کے مالک تھے۔

جاں نثاری وامانت داری:

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے مطابق مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ: ''مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہجرت مدینہ منورہ کا حکم ہو چکا ہے اور میں آج ہی مدینہ طیبہ روانہ ہو جاؤں گا۔ تم میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو جاؤ اور صبح قریشِ مکہ کی ساری اَمانتیں اور وصیتیں ان کے مالکوں کے سپرد کر کے تم بھی مدینے چلے آنا۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کسی خوف وخطر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سو گئے۔ صبح ہوئی تو کُفّارِ مکہ جو رات بھر کاشانۂ نبوی کا سخت محاصرہ کئے ہوئے تھے برہنہ تلواریں لے کر اندر داخل ہو گئے لیکن جب بستر نبوی پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سوتے دیکھا تو وہاں سے ناکام واپس چلے گئے۔

حضور ﷺ کی حُسنِ کِفالت:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی ابو طالب چوں کہ کثیر العیال اور مالی و معاشی طور پر پریشان تھے، اس لیے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت کی ذمہ داری لے لی۔ چنانچہ آغاز طفولیت ہی سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش پرورش میں رہے، اس لیے آپ قدرتاً محاسن اخلاق اور حسنِ تربیت کا بہترین نمونہ تھے۔ گویا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چمن مبارک کے باغ وبہار ہیں۔ آپ کو بچپن سے ہی درسگاہ نبوت میں تعلیم وتربیت حاصل کرنے کا موقع ملا جس کا سلسلہ ہمیشہ قائم ودائم رہا۔

آپؓ اس پر فخر وناز کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''میں روز صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا اور تقرب کا یہ درجہ میرے علاوہ کسی اور کو حاصل نہ تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تحریری کام کرنے کی سعادت بھی حاصل تھی، کاتبانِ وَحی میں آپؓ کا بھی نامِ مبارک شامل ہے۔ ''صُلحِ حُدَیبِیَّہ'' آپ ہی نے تحریر کیا تھا۔

آپؓ کے فیصلے:

آپؓ کے فیصلے ایسے عجیب وغریب اور نادرِ روزگار ہیں کہ جنہیں پڑھ کر بڑے بڑے عقلمندوں اور دانشوروں کی عقلیں حیران وششدر ہیں اور یہ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دَستِ نبوت اور آپ کی دعائے مبارکہ کی برکت ہے۔ چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ دوعورتیں ایک لڑکے کے متعلق جھگڑا کرتی ہوئی آپؓ کے پاس آئیں دونوں کا کہنا تھا کہ یہ لڑکا ہمارا ہے۔ آپؓ نے پہلے ان دونوں کو بہت سمجھایا لیکن جب ان کی ہنگامہ آرائی جاری رہی تو آپؓ نے حکم دیا ''آرہ'' لاؤ۔ انہوں نے پوچھا آرہ کس لیے منگا رہے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ اِس لڑکے کے دوٹکڑے

کر کے دونوں کو آدھا آدھا دوں گا۔ حقیقت میں جو اس لڑکے کی ماں تھی یہ سن کر بے قرار ہوگئی اور اس کے چہرے سے غمگینی، بے چینی اور بے قراری کی کیفیت ظاہر ہوئی۔ اس نے نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ یَا اَمِیرَ الْمُؤمِنِین! میں اس لڑکے کو نہیں لینا چاہتی۔ یہ اسی عورت کا ہے آپؓ اس کو دے دیجئے مگر خدا کے واسطے اس کو قتل نہ کیجئے۔ آپؓ نے وہ لڑکا اسی بے قرار و بے چین عورت کو دے دیا اور جو عورت خاموش کھڑی رہی، آپؓ نے اس سے فرمایا کہ تم کو شرم آنی چاہئے کہ تم نے میرے اجلاس میں جھوٹا بیان دیا۔ یہاں تک کہ اس عورت نے اسی مجلس میں اپنے جرم کا اقرار بھی کرلیا۔(عشرۂ مبشرہ)

آپؓ کی کرامتیں:

امیرالمومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بہت سی کرامتوں کا ظہور ہوا ہے جن میں سے چند کرامتیں مندرجہ ذیل ہیں:

ا:... حضرت امام جعفر حسین صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دیوار کے سائے میں ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمانے کے لیے بیٹھ گئے۔ درمیان مقدمہ میں لوگوں نے شور مچایا کہ یا امیرالمومنین! یہاں سے اٹھ جائیے یہ دیوار گررہی ہے۔ آپؓ نے نہایت ہی سکون و اطمینان کے ساتھ فرمایا کہ مقدمہ کی کاروائی جاری رکھو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بہترین حافظ و ناصر ونگہبان ہے۔ چنانچہ اطمینان وسکون کے ساتھ آپؓ اس مقدمہ کا فیصلہ فرما کر جب وہاں سے چل دیئے تو فوراً ہی وہ دیوار گرگئی۔(ازالۃ الخفاء، مقصد2،ص273)

۲:... علی بن زازان کا بیان ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ کوئی بات ارشاد فرمائی تو ایک بدنصیب نے نہایت ہی بے باکی کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ اے امیرالمومنین آپ جھوٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص! اگر میں سچا ہوں تو ضرور تو قہرالٰہی میں گرفتار ہوجائے گا۔ اس گستاخ نے کہہ دیا کہ آپ میرے لیے بددعا کر دیجئے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے، اس کے منہ سے اِن الفاظ کا نکلنا تھا کہ بالکل ہی اچانک وہ شخص دونوں آنکھوں سے اندھا ہوگیا اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔(ازالۃ الخفاء، مقصد2،ص273)

۳:... جنگ خیبر میں جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپؓ نے جوشِ جہاد میں آگے بڑھ کر قلعۂ خیبر کا پھاٹک اکھاڑ ڈالا اور اس کے ایک کِواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواروں کو روکتے تھے۔ یہ کِواڑ اتنا بھاری اور وزنی تھا کہ جنگ کے خاتمے کے بعد چالیس آدمی مل کر بھی اس کو نہ اٹھا سکے۔(زرقانی، ج2،ص230)

آپؓ کی شہادت:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل مدت تک اہلِ ایمان کے قلوب واذہان کو قرآن و حدیث اور علم وعرفان سے فیضیاب فرمایا۔ اسلام کی راہ میں آخر عمر تک کفّار سے برسرِ پیکار رہے۔ دین اسلام کی بے مثال تبلیغ اور خدمت ہر قدم پر اپنے سابق خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کی ہر ممکن راہ نمائی فرمائی، اسلام کی راہ میں اپنا مال ومتاع، تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دیا اور آخر اسلام کی خاطر اپنی پیاری جان بھی قربان کردی، آپؓ فجر کی نماز کی ادائیگی کے لیے اپنے دولت خانے سے لوگوں کو آواز دیتے ہوئے مسجد کی طرف چلے، راستہ میں ابن ملجم چھپا ہوا تھا اس نے دھوکے سے ناگہاں آپؓ کی پیشانی اقدس پر ایسی تلوار ماری کہ آپؓ کا چہرۂ مبارک کنپٹی شریف تک کٹتا چلا گیا اور تلوار دماغ پر جا کر رکی۔ شمشیر لگتے ہی آپؓ نے فرمایا: ’’فُزتُ بِربِّ الکعبۃِ‘‘ رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا۔‘‘ پھر چاروں طرف سے لوگ اس بدبخت قاتل پر دوڑ پڑے اور آخر وہ بھاگتے ہوئے پکڑا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زخم کی حالت میں ۱۹/رمضان المبارک جمعہ کی رات میں زخمی ہوئے اور ۲۱/رمضان المبارک شبِ یکشنبہ ۴۰ھ فجر کی نماز میں عین حالت سجدہ میں آپؓ شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہوئے اور یوں علم وفضل، زہد وتقویٰ، فیاضی وسخاوت، جرأت و بہادری، شجاعت ودلاوری اور رشدوہدایت کا روشن وتاباں آفتاب غروب ہوگیا۔

حضرت امام حسن و امام حسین و حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپؓ کو غسل دیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپؓ کے دفن سے فارغ ہوکر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین کے قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم بدبخت کے ہاتھ پیر کاٹ کر ایک ٹوکرے میں ڈال دیا اور اس میں آگ لگادی، جس سے اس (بدبخت وجہنمی) کی لاش جل کر راکھ ہوگئی۔(تاریخ الخلفاء)

چار برس آٹھ ماہ نو دن آپؓ نے خلافت فرمائی اور تریسٹھ سال کی عمر شریف میں رحلت فرمائی’’اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔‘‘

☆☆..................☆☆

شبِ قدر

خصوصیات، اعمال اور علامات

عربی تحریر: شیخ سلمان بن فہد العودہ حفظہ اللہ

اردو ترجمہ: مولانا وصی اللہ قاسمی سدھارتھ نگری

''ہم نے اسے ایک مبارک رات میں اتارا ہے (کیونکہ) ہم لوگوں کو خبردار کرنے والے تھے۔ اسی رات میں ہر حکیمانہ معاملہ ہمارے حکم سے طے کیا جاتا ہے، (نیز) ہم ایک پیغمبر بھیجنے والے تھے، تاکہ تمہارے رب کی طرف سے رحمت کا معاملہ ہو، یقیناً وہی ہے جو ہر بات سننے والا، ہر چیز جاننے والا ہے۔'' (سورۃ دخان:1-6)

قرآن کریم کا نزول اس رات میں ہوا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے برکت والی قرار دیا ہے، مفسرین میں سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت قتادہ، سعید بن جبیر، عکرمہ، مجاہد رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ جن برکتوں بھری شب میں قرآن کریم کا نزول ہوا وہ شبِ قدر ہے۔

اس شب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اسی میں مخلوقاتِ عالم کے ساتھ سال بھر پیش آنے والے تمام معاملات اور تقدیروں کا تعین کیا جاتا ہے؛ چنانچہ کسے زندگی ملنی ہے کسے موت، کس کو نجات ملنی ہے اور کسے ہلاکت، کس کی قسمت میں نیک بختی ہے کس کی بدبختی، کسے حج کا شرف حاصل ہونا ہے کسے تجارت کرنی ہے، کس کو عزت ملنی ہے کس کو ذلت، سرسبزی وشادابی رہے گی یا قحط سالی وخشک سالی، غرضیکہ پورے ایک سال سے متعلق اللہ کی ہر طرح کی مشیت طے کرکے لکھ دی جاتی ہے۔

شبِ قدر میں تقدیروں کے لکھے جانے سے مراد یہ ہے کہ تقدیریں شبِ قدر میں لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف منتقل کی جاتی ہیں، مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ: ایک انسان (اپنے معمول کے مطابق) لوگوں میں چلتا پھرتا ہے حالانکہ وہ مُردوں میں شمار ہوتا ہے یعنی شبِ قدر میں اس کے متعلق یہ لکھا جاچکا ہوتا ہے کہ اسے اسی سال وفات پانی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے یقین اور ثواب کی امید کے ساتھ شب قدر میں عبادت کی اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں

شبِ قدر میں تقدیروں کے لکھے جانے کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس رات میں (متعلقہ) فرشتوں کو تقدیروں سے باخبر کردیا جاتا ہے۔

اس عظیم رات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل سورت نازل کی ہے؛ چنانچہ ارشاد ہے: بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے، اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا چیز ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے، اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کی اجازت سے ہر کام کے لئے اترتے ہیں، وہ رات سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔ (سورۃ القدر)

اللہ تعالیٰ نے اس رات کو لیلۃ القدر سے تعبیر کیا ہے؛ کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں اس کی قدر و منزلت بہت ہی عظیم ہے، اس لئے بھی کہ اس رات میں بکثرت گناہوں سے مغفرت ہوتی ہے، عیوب کی پردہ پوشی ہوتی ہے، اس بنیاد پر اس شب کو شبِ مغفرت بھی کہا جاسکتا ہے؛ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے یقین اور ثواب کی امید کے ساتھ شب قدر میں عبادت کی اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

خلیل بن احمد کہتے ہیں کہ اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ قدر کا ایک معنی تنگی کا بھی ہے (قرآن پاک میں ہے: ترجمہ یعنی جسے اللہ تعالیٰ آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں اس پر روزی تنگ کر دیتے ہیں) اور شبِ قدر میں فرشتوں کا اس کثرت سے نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ پڑجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی عظمت کو ظاہر کرنے اور اس کی شان کو سراہنے کے لئے ایک انوکھے انداز میں بندوں سے خطاب کیا ہے، فرمایا: وما ادرک ما لیلۃ القدر (اور تمہیں کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا چیز ہے؟)

آگے ارشاد ہے: شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی اس رات کی عبادت 83 سال کی عبادت سے فائق ہے، یہ اس رات کی وہ فضیلت ہے جس کا اندازہ اللہ رب العالمین کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔

شبِ قدر کی تلاش:

پورے رمضان، بطورِ خاص عشرہ اخیر اور عشرہ اخیر کی طاق راتوں (اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں) میں شبِ قدر کی تلاش وجستجو ایک مستحب عمل ہے، صحیحین کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ عشرہ اخیر کی طاق راتوں میں شبِ قدر کو تلاش کرو، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: شبِ قدر کو رمضان کے عشرہ اخیر میں تلاش کرو، جبکہ نو، سات اور پانچ راتیں باقی ہوں (اکیسویں، تیئسویں اور پچیسویں میں)۔ صحیح بخاری میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی گئی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ارادے سے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شبِ قدر کے متعلق کچھ بتائیں کہ اسی اثناء میں مسلمانوں میں سے دو لوگوں نے جھگڑا کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس لئے نکلا تھا کہ تمہیں شبِ قدر کے متعلق اطلاع دوں؛ لیکن فلاں اور فلاں نے جھگڑا کیا، جس کی وجہ سے شب قدر کی تعیین اٹھالی گئی، ممکن ہے کہ تمہارے لئے اس میں بہتری ہو، اب تم اسے نو، سات، پانچ یعنی طاق راتوں میں تلاش کرو!

اس حدیث سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ لڑائی جھگڑا خیر کے اٹھائے جانے اور اس کے پوشیدہ رکھنے کا سبب بنا، اسی سے لڑائی جھگڑے کی نحوست کا پتہ بھی چلتا ہے، بطورِ خاص جبکہ یہ جھگڑا دین کے بارے میں ہو۔

اخیر کی سات راتوں میں شبِ قدر کی امید زیادہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ کئی ایک صحابہ کرام

> **صحیحین کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ عشرہ اخیر کی طاق راتوں میں شبِ قدر کو تلاش کرو**

رضی اللہ عنہم نے خواب میں شب قدر کو اخیر کی سات راتوں میں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے خواب اخیر کی سات راتوں کے بارے میں متفق ہورہے ہیں، لہٰذا جس کسی کو شبِ قدر تلاش کرنا ہو وہ اخیر کی سات راتوں میں تلاش کرے۔ کچھ دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ستائیسویں شب میں شبِ قدر کی امید سب سے زیادہ ہوتی ہے چنانچہ مسند احمد اور ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: شبِ قدر ستائیسویں شب کو ہوتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت اور جمہور علماء کرام بھی اسی کے قائل ہیں، یہاں تک کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ بغیر کسی استثناء کے یہ قسم کھالیا کرتے تھے کہ: شب قدر ستائیسویں شب ہی ہے۔ یہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے؛ بلکہ آپ نے تو اس پر متعدد امور سے استنباط و استدلال بھی کیا ہے؛ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا، ساتھ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے (اس وقت آپ چھوٹے تھے) تو لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس تو ہمارے بیٹوں کے مانند ہیں، آپ نے انہیں ہمارے ساتھ کیوں جمع کرلیا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے پاس عقل مند دل اور بکثرت سوال کرنے والی زبان ہے، پھر صحابہ کرامؓ نے شب قدر کے متعلق سوال کیا تو سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ: شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہوتی ہے، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: یہ تو ستائیسویں شب میں ہوتی ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، آپ کو کیسے معلوم؟ تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو سات بنایا، زمینوں کو سات بنایا، دنوں کو سات بنایا، انسان کو سات مرحلوں میں پیدا کیا، طواف کا عدد سات مقرر کیا، سعی اور رمی جمار کی تعداد بھی سات ہی رکھی، ان تمام سے سات کا عدد نکل کر آتا ہے، اس اعتبار سے عشرہ اخیر میں سات کا عدد ستائیسویں شب کو طے پاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جن امور سے شبِ قدر کے ستائیسویں شب میں ہونے پر

استدلال کیا ہے،ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ’’تنزیل الملائکۃ والروح فیھا ‘‘میں ’’فیھا‘‘ (مرادشب قدر)سورہ قدر کا ستائیسواں کلمہ ہے۔

بعض علماء کرام نے ستائیسویں شب میں شبِ قدر ہونے پرعلِم حساب سے بھی استدلال کیا ہے،وہ اس طرح کہ ’’لیلۃ القدر‘‘میں نو9حروف ہیں اورسورہ قدرمیں ’’لیلۃ القدر‘‘ کا تذکرہ تین مرتبہ ہوا ہے،اب اگر 9 کو 3 سے ضرب دے دیا جائے تو نتیجہ 27 نکلے گا،لیکن یادرہے کہ یہ کوئی دلیلِ شرعی نہیں، اور نہ ہی ادلہ شرعیہ کے ہوتے ہوئے ہمیں اس طرح کے حسابی امور کی کوئی ضرورت ہے۔

ستائیسویں شب میں شبِ قدر ہونے پر ترجیح اس بات سے بھی ملتی ہے کہ ایک روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شب میں شبِ قدرکو دیکھا ہے،اسی شب کی نماز فجر میں سجدے کی حالت میں یہ دیکھا گیا کہ آپ کی پیشانی پر پانی اور کیچ کے آثار ہیں (وجہ یہ تھی کہ مسجد نبوی کی چھت کچی تھی،بارش بھی ہوئی مزید برآں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری رات عبادت کی جس کی وجہ سے پیشانی پر کیچ کے آثار نظر آئے)۔ترجیح موجود ہوتے ہوئے یہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ ستائیسویں میں شبِ قدرکا ہونا امر غالب ہے،امرِ دائمی نہیں جیسا کہ بخاری شریف کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیسویں شب کی نماز فجر اس حالت میں ادا کی کہ آپ کی پیشانی پرپانی اورکیچڑ کے آثار تھے۔

شبِ قدر کے اعمال:

شبِ قدر میں کثرت سے دعا کرنا ایک مستحب عمل ہے،بطورِ خاص وہ دعا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس وقت سکھائی جب انہوں نے سوال کیا:اے اللہ کے رسول!اگر مجھے کسی شب میں شبِ قدر کا علم ہو جائے تو میں اس وقت کیا پڑھوں؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:تم اس وقت’’اللّٰھم إنک عفو تحب العفو فاعف عنی‘‘پڑھو۔

شبِ قدر کی علامات:

پہلی علامت: صحیح مسلم کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ جس رات میں شبِ قدر ہوتی ہے اس کی صبح میں سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس میں کرنیں نہیں ہوتیں۔

دوسری علامت: صحیح ابن خزیمہ اور مسند طیالسی میں سندِ صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:شب قدر میں رات روشن ہوتی ہے،نہ گرم ہوتی ہے نہ ٹھنڈ،سورج اس دن صبح میں ہلکا سرخ ہوتا ہے۔

تیسری علامت: طبرانی نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:شب قدر،واضح اور روشن رات ہوتی ہے،یہ رات نہ گرم ہوتی ہے نہ ٹھنڈ،اس رات میں (شیطانوں کو مارنے کے لئے) ستاروں کو نہیں چھوڑا جاتا۔

شب قدر کی علامات بیان کرنے والی یہ تین صحیح احادیث ہیں (یہاں شیخ نے مسند احمد کی ایک اور حدیث نقل کی ہے،سابقہ احادیث سے معنیً معمولی فرق ہونے کی وجہ سے اسے درج نہیں کیا گیا)۔

کچھ علماء کرام نے دیگر علامات کا بھی تذکرہ کیا ہے،لیکن وہ ساری کی ساری بے بنیاد ہیں،مزید برآں وہ صحیح بھی نہیں ہیں؛البتہ یہاں ان کا تذکرہ اس غرض سے کیا جارہا ہے کہ ان کی عدمِ صحت پر تنبیہ ہوجائے۔

چنانچہ علامہ طبری رحمہ اللہ نے ایک قول نقل کیا ہے کہ شب قدر کی ایک علامت یہ ہے کہ:اس رات میں درخت گر کر زمین پر آجاتے ہیں، پھر اپنی اصل حالت کی طرف عود بھی کر جاتے ہیں،یہ علامت صحیح نہیں ہے۔

بعض لوگوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ نمکین پانی اس رات میں میٹھا ہوجاتا ہے،یہ بھی صحیح نہیں ہے۔بعض لوگوں نے تو یہاں تک ذکر کیا ہے کہ اس رات میں کتے نہیں بھونکتے،یہ علامت بھی صحیح نہیں۔ایک علامت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس رات ہر جگہ روشنی ہی روشنی ہوتی ہے،حتی کہ تاریک مقامات پربھی،یہ بھی صحیح نہیں۔

کچھ مقامات پر یہ تذکرہ بھی ملتا ہے کہ اس رات میں لوگوں کو ہر جانب سے سلام،سلام کی آوازیں سنائی دیتی ہیں،حالانکہ یہ بھی غلط ہے، ہاں!اللہ کے منتخب اور معزز بندوں کے ساتھ اگر ایسا واقعہ پیش آئے تو کچھ بعید نہیں؛ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان بندوں کے اکرام واعزاز کی خاطر صرف ان کے ساتھ ایسا ہوتا ہو،وہ ہر جگہ روشنی ہی روشنی دیکھتے ہوں، ساتھ ہی فرشتوں کی طرف سے پیہم سلام کی آوازیں سنتے ہوں؛لیکن عمومی طور پر ایسا ہونا حسی دلائل اور مشاہدے کے خلاف ہے۔

☆☆..................☆☆

مجاہد ختم نبوت اور شجاعت و بہادری کے پیکر

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ ؒ منچن آبادی

مولانا محمد وسیم اسلم

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقاء دوام لے ساقی

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جس سے کوئی بھی دانش مند، عقل مند، سائنس دان، ریاضی دان، فلسفی یہاں تک کہ دہریہ بھی نہ انکار کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کے ذائقہ سے کوئی بچ سکتا ہے۔اسی موت نے گزشتہ چند ایام میں محاذ ختم نبوت کے دو ایسے شہسواروں کو محواستراحت کردیا ہے کہ جن کے صرف ناموں سے ہی چناب نگر میں موجود کفر و ارتداد کی قدو قامت در و دیواریں لرزہ براندام ہوجایا کرتی ہیں۔تحفظ ختم نبوت کے ان ہر دو مجاہدوں نے چناب نگر کو جانبین سے ایسا حصار میں لے رکھا تھا کہ قادیانی ذریت کی کیا مجال جو وہ پر پرزے نکال سکتی۔میری مراد سرگودھا میں مجاہد کبیر، یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی اور چناب نگر چنیوٹ میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ منچن آبادی نور اللہ مرقدھما ہیں۔ہر دو حضرات کو ہم جبلِ استقامت بن کر ختم نبوت کا کام کرتے کرتے اللہ کے حضور سرخرو ہوتا دیکھ چکے ہیں اور ہم اس عظیم سرمایہ کو اپنے ہاتھوں کھو بیٹھے۔

وے لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
پیدا کئے تھے چرخ نے جو خاک چھان کر

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ منچن آبادی چناب نگر کے قادیانیوں کے لئے کسی شمشیر بے نیام سے کم نہ تھے۔آپ مسلم کالونی چناب نگر میں قائم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام مرکزی جامع مسجد کے خطیب و مبلغ، حق کی للکار وپکار، بہادر و جفاکش، مخلص و وفا شعار، شجاعت و بہادری کے آئینہ دار، بے باک ونڈر عالم دین اور ختم نبوت کے پاسبان و پشتی بان تھے۔

آپ نے ۱۹۶۶ء میں جناب محمد عباس کے ہاں آنکھ کھولی۔جامعہ صادقیہ عباسیہ بہاول نگر سے دورۂ حدیث شریف کرکے سندفراغت حاصل کی۔امام اہل السنۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ سے دورہ تفسیر پڑھا۔۱۹۸۹ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ بنے۔ابتداً سرگودھا میں مختصر وقت گزارا۔۱۹۹۰ء میں چناب نگر (ربوہ) آپ کی تقرری ہوئی۔چناب نگر، چنیوٹ، جھنگ، خوشاب سمیت گردونواح کے کئی علاقے آپ کے مجاہدانہ کردار کے آج بھی شاہد ہیں۔

خوب یاد ہے کہ ۲۰۱۴ء میں بندہ اثیم کی جب پہلی تقرری چناب نگر میں ہوئی تو انہی ایام میں مسلم کالونی سے متصل دارالنصر غربی چناب نگر میں قادیانی گماشتوں نے کھلی چاردیواری کے اندر مین گیٹ کو باہر سے مقفل کرکے غیر قانونی عبادت گاہ کے لئے عمارت کی تعمیر شروع کی۔دو ہی روز میں دن رات ایک کرکے انہوں نے عمارت کی دیواریں لنٹر کے قریب پہنچادیں۔مجاہد ختم نبوت مولانا غلام مصطفیٰ جن باکمال اوصاف سے متصف تھے ان میں ایک یہ بھی تھی کہ مدرسہ کی چاردیواری میں بیٹھے وہ قادیانیوں کی حرکات و سکنات سے باخبر رہتے۔نہیں معلوم کہ رات کے کس پہر اس غیر قانونی عبادت گاہ کے تعمیر ہونے کی آپ کو اطلاع ملی۔فجر کی نماز پڑھتے ہی بندہ اثیم کو بلایا اور پیدل ہی بلاخوف و خطر تہہ بند باندھے، پیروں میں معمولی ہوائی چپل ڈالے دارالنصر غربی کی جانب روانہ ہوئے۔محل وقوع پر پہنچے تو مین گیٹ کو تالا اور اندر سے شٹرنگ کی آوازیں آرہی تھیں۔گیٹ کو بجانا شروع کیا۔جواب نہ ملنے پر چند قادیانی لڑکے جو فٹ بال لئے گراؤنڈ کی جانب بڑھ رہے تھے، ان کو روکا اور پوچھا کہ اس عمارت کا مالک کون ہے؟ لڑکوں نے آئیں، بائیں، شائیں کرنا چاہی تو آپ نے اپنی مجاہدانہ آواز میں للکار شروع کی، چند ہی منٹوں میں قادیانی گھروں سے مرد و خواتین باہر آکر دیکھنے لگے۔

اب کسی کی کیا مجال کہ شیر کے منہ میں آکر ہاتھ دے۔جب دیکھا کہ کوئی قریب آنے کو تیار نہیں تو مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ: ’’جاؤ مسلم کالونی کی مسجد میں جاکر بڑے سپیکروں میں اعلان کردو کہ کالونی کے تمام مسلمان جمع ہوجائیں، میں ابھی

دریا کے پل پر جا کر احتجاج کرتا ہوں۔"

آپ کے اس اعلان کے بعد خدا خدا کر کے چند افراد آگے ہوئے اور کہا کہ یہ گیسٹ ہاؤس تعمیر ہو رہا ہے، آپ نے گیٹ کھولنے کا اصرار کیا لیکن بے سود رہا۔ اس معاملے کا شور وغل اتنا ہوا کہ ایک گھنٹے کے اندر ہی لالیاں چنیوٹ کے ایڈمنسٹریٹر صاحب دو افراد کے ہمراہ آن پہنچے۔ گیٹ کھلوایا، تعمیر کا نقشہ منگوایا، معائنہ کیا تو صاف معلوم ہوا کہ پلاٹ غیر مربع شکل ہونے کے باوجود تعمیر کی ڈریکشن قبلہ کی طرف ہے جو کہ واضح طور پر نقشہ کے بھی بالکل برعکس ہے۔ تعمیر کو رکوایا، موقع پر موجود قادیانی کو کہا کہ جب عبادت گاہ کی تعمیر کے لئے ایک قانونی طریقہ اپروول کا موجود ہے تو غیر قانونی راستہ اختیار کرنے کا کیا معنی ہے۔ یوں قادیانیوں کی غیر قانونی حرکات کی روک تھام میں اپنا کردار ادا کیا۔

اسلام و اہل اسلام کے خلاف قادیانیوں کے اقدامات کی اطلاع پاتے ہی فوراً اسلام کے دفاع کے لئے کمربستہ ہوجاتے، خواہ سردیوں کی ٹھٹھرتی راتیں ہوں یا موسم گرما کی تپتی دوپہر، کبھی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سست روی کا شکار ہوتے نہیں دیکھا۔

اس مجاہد ختم نبوت کے جذبات کو ماند کرنے کے لئے شاید ہی کوئی حربہ ہو جو قادیانیوں نے نہ آزمایا ہو۔ قتل کی دھمکیاں، اغوا کی کوشش اور ہمہ قسم کی پیش کشیں۔ غرض بہر صورت قصر قادیانیت کے سامنے سد سکندری ثابت ہوئے۔ بیسیوں افراد کو قادیانیت کے چنگل سے بچا کر اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ چناب نگر کے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمانوں کی پاسبانی کرتے ہوئے ایک ہی قلانچ لگائی اور دارالفناء سے دارالبقاء کو جا پہنچے۔ اللّٰھم اغفرلہ ورحمہ، وعافہ واعف عنہ!

آپ کے مجاہدانہ کردار کی جھلکیاں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب زید مجدہ کی مرتب کردہ کتاب تحریک ختم نبوت میں آفریدہ ہیں۔ چند ایک ملخصاً ملاحظہ فرمائیں:

☆......۲۰۰۳ء میں تقریباً رات کے دو بجے قادیانی جماعت کے صدر اسلم قادیانی کی بہن کو رات کی تاریکی میں قادیانی جماعت نے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ آپ نے واقعہ کی اطلاع ملتے ہی مقامی انتظامیہ ایس. ایچ.او سے ملاقات کر کے قادیانی نعش قادیانیوں کی مرگھٹ میں منتقل کرائی۔

(تحریک ختم نبوت ج۷،ص۵۰۲)

☆......"چناب نگر کے قریب عنایت پور بھٹیاں علاقہ احمد والہ تھانہ بڑانہ ضلع جھنگ میں قادیانی مربی، احمد والہ میں جا کر مسلمانوں کو مناظرے کا چیلنج کرنے لگے۔ احمد والہ کے مقامی خطیب حضرت مولانا محمد اسحٰق نے حضرت مولانا غلام مصطفیٰ سے رابطہ کیا۔ آپ احمد والہ پہنچے، ادھر قادیانی چناب نگر سے مربیوں کی ویگن بھر کر لائے۔ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے قادیانیوں کا چیلنج قبول کیا۔ تاریخ طے ہوگئی، جگہ مقرر ہوگئی۔ خود اپنی مرضی سے موضوع مقرر کیا۔ مقررہ تاریخ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کتابیں اور چند علماء لے کر وہاں پہنچے۔ علاقہ بھر کے مسلمان اور دیہاتوں کے علماء بھی موقع پر پہنچ گئے۔ قادیانی مربی اور مربیوں کے استاد ظفر احمد، رائے اللہ بخش بھٹی قادیانی علاقے کا زمیندار اور دیگر قادیانی بھی دوسرے چک سے آئے۔ مسلمان علماء کا معلوم ہوا تو قادیانیوں نے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ علاقہ کے لوگوں نے ملامت کی کہ خود ہی ایک ماہ سے مناظرے کا چیلنج کر رہے تھے۔ بالآخر قادیانی دو گھنٹے کے بعد بڑی مشکل سے آئے۔ مسلمانوں کی طرف سے مناظر اسلام حضرت مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر اور حضرت مولانا مشتاق احمد چنیوٹی معاون مقرر ہوئے۔ مقامی لوگ ثالث مقرر ہوئے۔ تین گھنٹے تک سوالات وجوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے حوالے دکھائے گئے۔ مرزائی ایک بھی حوالے کا جواب نہ دے سکے۔ جب کسی حوالے کا جواب نہ آیا تو پندرہ دن کا ٹائم مہلت کے طور پر مانگ کر ایسے فرار ہوئے کہ خدا جانے پھر ان مربیوں کو زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔" (تحریک ختم نبوت ج۸،ص۱۵۳)

☆......"۲۰۰۷ء میں چناب نگر کے مربی رفیق احمد قادیانی اور ڈیرہ کے رہائشی امتیاز احمد آرائیں قادیانی نے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ مسلمان چناب نگر میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کے پاس آئے اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اور قادیانیوں کی طرف سے مناظرہ کے چیلنج کے بارے میں بتایا۔ آپ مولانا سجاد الٰہی، ماسٹر محمد ناصر، جناب شاہد ندیم اور جناب محمد ظفر اقبال جٹ کو لے کر طے شدہ وقت کے مطابق مقام مناظرہ پر پہنچے۔ لیکن قادیانی مربی رفیق احمد اور دیگر قادیانی میدان مناظرہ میں ہی نہ آئے۔ مولانا غلام مصطفیٰ دو گھنٹے تک میدان مناظرہ میں موجود رہے۔ لیکن قادیانیوں کو چیلنج کرنے کے بعد

مناظرہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔“

(تحریک ختم نبوت ج۸،ص۱۹۹)

☆......”چناب نگر کے قریب موضع ڈاور میں قادیانیوں کی دیرینہ کوشش تھی کہ وہاں قادیانی عبادت گاہ تعمیر ہوجائے۔ وہاں پر مسلمانوں کی اکثریت ہے۔لیکن چناب نگر (ربوہ) کے قرب کی وجہ سے قادیانی بے لگام گھوڑے کی طرح آئے دن وہاں کوئی نہ کوئی شرارت کرتے رہتے ہیں۔بیس تیس سال قبل انہوں نے وہاں عبادت گاہ تعمیر کرنے کی کوشش کی۔ان دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا تاج محمودؒ کی بروقت کوشش وکاوش، علاقہ کے مسلمانوں کے لئے رحمت وفضل ربی ثابت ہوئی اور قادیانی شرارت کامیاب نہ ہوسکی۔ درمیان میں ایک بار پھر کوشش کی تو مسلمانوں کی بروقت بیداری نے ان کی سازش ناکام بنا دی۔ اب حضرت مولانا عبدالواحد مخدوم مرحوم کی وفات کے بعد میدان خالی دیکھ کر پھر شیطان کی آنت کی طرح قادیانی پھیلنے لگے اور قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر شروع کردی۔علاقہ کے لوگوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا غلام مصطفیٰ کو دعوت دی۔ آپ نے ڈاور جاکر جمعہ پڑھایا، حالات کا جائزہ لیا، چناب نگر وچنیوٹ انتظامیہ کو باخبر کیا۔فوری طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز، مدرسہ وجامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں علاقہ بھر کے علماء کرام وخطباء عظام کا اجلاس طلب کیا گیا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی، چناب نگر کے خطیب نے پوری صورت حال سے خطباء علاقہ کو آگاہ کیا۔پورے علاقہ میں یوم احتجاج منایا گیا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ردقادیانیت پر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔چنیوٹ کے اے سی صاحب، چناب نگر کے آر ایم صاحب نے پولیس کو ہدایت کی۔انہوں نے غیر قانونی طور پر تعمیر ہونے والی قادیانی عبادت گاہ کو حرف غلط کی طرح گرادیا یوں ایک بار پھر قادیانیوں کو ذلت آمیز رسوائی اور ندامت کے زخم چاٹنے پڑے۔“ (تحریک ختم نبوت جلد۷،ص۲۴۱)

☆......”۲۰۰۹ء اور ۲۰۱۰ء میں مسلم مسجد نور پور کالونی احمد نگر کی واگزاری میں کلیدی کردار ادا کیا۔واگزاری کی تحریک میں سینکڑوں کی تعداد میں اشتہار چھپوا کر ضلع بھر میں لگوائے۔مختلف علاقہ جات مثلاً احمد نگر، شیر آباد، ڈاور، ٹھٹھہ میاں لالہ، جبانہ، ونوٹی والا، چاہ مخدوماں، چناب نگر، چھنی قریشیاں، کھچیاں، کوٹ وساوا، اچھروال، ریاض آباد، ٹھٹھہ چندو، کوٹ قاضی وغیرہ میں آپ نے اپنے رفقاء کے ساتھ دورے کئے۔ڈی سی او ضلع چنیوٹ جناب رانا محمد طاہر خان اور جناب مہر امتیاز احمد لالی سمیت چنیوٹ کے نامور علماء کرام مولانا قاری عبدالحمید حامد (مدیر جامعہ انوارالقرآن)، مولانا سیف اللہ خالد (مدیر جامعہ اسلامیہ امدادیہ چنیوٹ)، مولانا قاری محمد یامین گوہر، مولانا عبدالوارث (دارالعلوم مدنیہ)، مولانا محمد حسین شاہ، مولانا مسعود احمد سروری، مولانا قاری محمد ایوب، مولانا محمد ادریس، مولانا محمد ثناء اللہ، مولانا قاری عبدالکریم، سیّد نورالحسن شاہ، مولانا ملک خلیل احمد وغیرہم سے ملاقاتیں کیں۔ بالآخر ۷/جنوری ۲۰۱۰ء کا جمعۃ المبارک اجتماعی طور پر جامع مسجد نورالاسلام میں ادا کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز ہوا ہی تھا کہ ڈی سی او ضلع چنیوٹ رانا محمد طاہر کے نمائندہ نے آکر اعلان کیا کہ جناب ڈی سی او کہتے ہیں کہ آپ کا مطالبہ تسلیم ہے اور وعدہ ہے کہ مسلم مسجد واگزار کردوں گا۔ یہ اعلان سنتے ہی مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر اور تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے صدائیں بلند کیں۔ ادائیگی جمعۃ المبارک کے ٹھیک تین روز بعد انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا کہ آپ اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں تو ٹھیک وگرنہ ۱۵/جنوری ۲۰۱۰ء کا جمعۃ المبارک اجتماعی طور پر پھراسی طرح احمد نگر میں ہم ادا کریں گے۔

۱۳/ جنوری ۲۰۱۰ء بروز بدھ نئے اشتہارات چھپوا کر پھر انتظامیہ کو مطلع کیا گیا تو ضلعی انتظامیہ نے مسلمانوں کے ولولہ اور جوش کو دیکھ کر رانا ابرار حسین کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ کل ۱۴/جنوری ۲۰۱۰ء بروز جمعرات مسجد واگزار کرکے آپ کے حوالے کردیں گے آپ احتجاجی پروگرام ملتوی کردیں۔ چنانچہ آج ۱۴/جنوری ۲۰۱۰ء بروز جمعرات حسب وعدہ ڈی سی او چنیوٹ رانا محمد طاہر خان نے مسجد واگزار کرنے کا فیصلہ دے کر مطلع کیا، ادھر علمائے کرام اور مسلمانوں کا قافلہ زیر قیادت مولانا غلام مصطفیٰ مبلغ ختم نبوت چناب نگر، جامع مسجد بلال احمد نگر میں پہنچا ہوا تھا، ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ڈی سی او کا نمائندہ نوٹیفکیشن کی کاپی لے کر مع سرکاری افسران (جس میں ڈی ڈی یو آر چنیوٹ، تحصیل دار چوہدری سرفراز احمد ڈوگر، افتخار بلوچ اور ایس ایچ او چناب نگر تھے) کی بھاری نفری لے کر مسلم مسجد نور پور کالونی احمد نگر پہنچے، ادھر مسجد بلال سے علماء کرام (جس میں مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا سیف اللہ خالد، مولانا قاری عبدالحمید حامد، مولانا

محمد مغیرہ، مولانا محمد امین، مولانا صغیر احمد، مولانا محمد اعجاز، مولانا الیاس الرحمٰن، قاری محمد رمضان، قاری عبدالرحمٰن پانی پتی، قاری محمد ایوب) اور مسلمانوں کا وفد اور احمد نگر کی انجمن احیاء سنت وانتظامیہ بلال مسجد بھی وہاں پہنچی۔ ۱۲/ بجے دن سرکاری افسران نے مسجد کا تالا کھولا اور علماء کرام و جمیع مسلمانان کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت دی، چنانچہ تمام حضرات ختم نبوت کے بینرز اور پرچم لہراتے ہوئے جوش وخروش کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے، چونکہ مسجد عرصہ چھ برس سے بند تھی، جس کے نتیجہ میں خودروجھاڑیاں، اینٹیں اور مٹی کا ڈھیر لگا ہوا تھا، سب سے پہلے مسجد کی صفائی کی گئی، پانی کا چھڑکاؤ کیا اور صفیں بچھائیں گئیں، تپائیاں اور قرآن پاک رکھے گئے اور اسپیکر نصب کیا اور سارا مجمع نہایت اطمینان وسکون سے بیٹھا اور علماء کرام کے مختصر بیانات ہوئے۔ واپسی پر حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مبلغ ختم نبوت چناب نگر نے بمع اپنے رفقاء ڈی ایس پی چناب نگر سے ملاقات کی، ان کا اور جمیع انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔“ (تحریک ختم نبوت ج۸، ص۳۸۹، ۳۹۰)

یوں آپ کی محنت وکاوشوں کے باعث ایک اور کامیابی سے اہل اسلام سرفراز ہوئے۔

اس طرح کے دیگر کئی واقعات ایسے ہیں کہ جہاں کہیں قادیانی فتنہ نے سر اٹھایا یا اس نے خفیہ سازش کی تو اس کا بڑی شجاعت وبہادری کے ساتھ سر کچلا اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ قادیانیوں پر ان کا ایسا رعب بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کا نام سنتے ہی دم دبا کر بھاگ جاتے۔ کسی بھی مسلمان کو اگر قادیانی چھیڑتے اور وہ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کا نام لے لیتا کہ میں ان کے تعلق والا ہوں یا مسلم کالونی کا رہائشی ہوں تو فوراً راستہ چھوڑ کر معذرت کرتے۔ ان کا وجود چنیوٹ اور چناب نگر کی سرزمین پر درۂ عمر سے کم درجہ نہ رکھتا تھا۔ آپ جئے اور دلیروں کی طرح سر اٹھا کر جئے۔ لیکن انسان جئے تو کب تک جئے؟ بالآخر انسان کو دار فانی سے ایک نہ ایک دن کوچ کر کے جانا ہے۔ مارچ کے آخری ایام میں غدودوں کا آپریشن ہوا اور کامیاب ہوا، کچھ روز لالیاں کے ہسپتال میں داخل رہنے کے بعد مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر واپس تشریف لے آئے۔ ایک آدھ دن کے بعد پھیپھڑوں کی تکلیف ہوئی، پہلے چنیوٹ اور پھر الائیڈ ہسپتال فیصل آباد لے جائے گئے، تقدیر ایزدی غالب آئی اور یہ تکلیف جان لیوا ثابت ہوئی۔ آن ہی آن میں راہ عدم کے مسافر ہوگئے:

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

یکم اپریل ۲۰۲۲ء بروز جمعۃ المبارک صبح ۱۱ بجے کے بعد انتقال ہوا۔ بعد نماز جمعہ مدرسہ جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ کی اقتدا میں پہلی نماز جنازہ ادا کی گئی، چناب نگر اور چنیوٹ سے بھاری تعداد میں مسلمانوں نے جنازہ میں شرکت کرکے آپ کو الوداع کہا۔ آبائی علاقہ لے جائے گئے وہاں رات بعد نماز عشاء مدرسہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد میں دوسرا جنازہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا زید مجدہ کی امامت میں ادا کیا گیا۔ ازاں بعد آبائی قبرستان میں والدین کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ!☆☆

ملفوظ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے: ایک حصہ دنیا کی بہت ہی کم اور محدود سی زندگی ہے اور ایک حصہ مرنے کے بعد برزخ کی طویل ترین زندگی ہے اور ایک حصہ قیامت اور جنت ودوزخ کی لامحدود زندگی کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اکابر امت کے سامنے زندگی کے یہ تینوں حصے تھے اور وہ ان تینوں حصوں کو سامنے رکھ کر نفع ونقصان اور فقر وغنی کا میزانیہ کرتے تھے۔ اس لئے دنیا کی زندگی کے حقیر وقلیل سے وقفے کا فقر وفاقہ ان کی نظر میں برزخ کی طویل اور آخرت کی لامحدود زندگی کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ وہ روزے دار کے روزے کی طرح اس کو ایک معمولی مجاہدہ سمجھ کر برداشت کرتے تھے۔ اس کے برعکس ہمارے سامنے دنیا ہی دنیا کی زندگی ہے، برزخ اور آخرت کا یقین اس قدر مضمحل اور کمزور ہو چکا ہے کہ گویا سرے سے یقین ہی نہیں، اس لئے ہم صرف اور صرف دنیا کی زندگی کو سامنے رکھ کر اپنی کامیابی وناکامی اور فقر وغنی کا میزانیہ مرتب کرتے ہیں اور جب اس میں کچھ کمی نظر آتی ہے تو شکایتوں کا دفتر کھول بیٹھتے ہیں۔ اے کاش! ہماری یقین کی آنکھیں روشن ہوجائیں تو ہمیں دنیا کی زندگی سراب محض نظر آنے لگے۔ (مولانا محمد قاسم، کراچی)

عمرہ: فضائل اور احکام

مفتی محمد عارف باللہ القاسمی

گزشتہ سے پیوستہ

طواف کے دوران تلاوت قرآن کے بجائے دعا کرنا اور ذکر خداوندی میں مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے کیونکہ طواف سے متعلق روایات میں قرآن کریم کی تلاوت کا تذکرہ نہیں ملتا ہے بلکہ دعاؤں کا ہی تذکرہ ملتا ہے چناں چہ علامہ شامیؒ اس پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہی افضل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طواف میں تلاوت قرآن ثابت نہیں ہے بلکہ ذکر ثابت ہے اور یہی اسلاف سے منقول ہے اور اسی پر اتفاق ہے اس لئے یہی زیادہ بہتر ہوگا۔

(ردالمحتار: فصل فی الاحرام، مستحبات الطّواف)

خانہ کعبہ سے تقریباً چھ گز کے فاصلہ پر حطیم واقع ہے حطیم اور خانہ کعبہ کے درمیان خانہ کعبہ سے متصل چھ گز کا اندرونی حصہ درحقیقت خانہ کعبہ ہی کا حصہ ہے، قریش نے خانہ کعبہ تعمیر کرتے وقت تعمیری اسباب میں کمی کی وجہ سے اس حصہ کو چھوڑ دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو اسی حال پر اس خوف سے باقی رکھا کہ اس سے دشمنان اسلام کو اسلام مخالف فتنہ پیدا کرنے کا موقع مل سکتا تھا، حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے موافق اس کی تعمیر کی، بعد میں حجاج ابن یوسف نے اپنی عہد حکومت میں اس کو توڑ کر قریش کی بنائی ہوئی حالت پر تعمیر کردیا ان حالات میں اس وقت کے علماء کرام نے یہ فتوی دیا کہ اب اس کو اسی حال میں رہنے دیا جائے ورنہ خانہ کعبہ بادشاہوں کا کھلونا بن جائے گا اور ہر ایک اپنی مرضی کے موافق اس کی تعمیر کرتا رہے گا جس سے اس کی عظمت پامال ہوگی۔ اس لئے طواف کے دوران اس بات کا خیال رکھا جائے کہ حطیم سے باہر طواف کیا جائے اگر اس کے اندر سے

> **ایک روایت میں یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا ثواب کے اعتبار سے ایک حج کرنے کے برابر ہے۔**
> **(ترمذی شریف)**

طواف کیا گیا تو طواف صحیح ناقص رہے گا اور اس چکر کو دوبارہ کرنا ہوگا اور دوبارہ نہ کرنے کی صورت میں اس نقصان کی تلافی کے لئے دم دینا ہوگا۔

(فتح القدیر: باب الجنایات، فصل طاف طواف القدوم محدثا)

طواف کے لئے باوضو ہونا ضروری ہے اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو طواف روک کر وضو کرلیا جائے پھر بقیہ طواف کو مکمل کیا جائے بے وضو طواف کرنے کی صورت میں قربانی واجب ہوگی۔

طواف کے دوران سلام ومصافحہ اور دینی اور ضروری باتیں کرنے کی گنجائش ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”الطواف حول البيت مثل الصلاة الا انتم تتكلمون فيه فمن تكلم فيه فلا يتكلم الا بخير۔“

(ترمذی: باب ماجاء فی الکلام فی الطّواف)

ترجمہ: ”خانہ کعبہ کا طواف نماز کی طرح ہے صرف فرق یہ ہے کہ تم طواف میں بات کرتے ہو چناں چہ جو اس میں بات کرے تو بس نیک اور بھلی بات ہی کرے۔“

طواف کی تکمیل کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور ان دو رکعتوں کو مقام ابراہیم میں ادا کرنا بہتر ہے لیکن ازدحام کی صورت میں جبکہ مشقت اور دوسروں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس سے بچنا ہی بہتر ہے کیونکہ اس جگہ اسے ادا کرنا ضروری نہیں جب کہ دوسروں کو تکلیف پہونچانے سے بچنا ضروی ہے اور یہ نماز مسجد حرام میں کہیں بھی پڑھی جاسکتی ہے، حتی کہ اگر مسجد حرام میں ادا کئے بغیر کوئی اپنے گھر واپس آجائے اور اپنے گھر پر اسے ادا کرے پھر بھی ادا ہوجائیگی البتہ ایسا کرنا

ناپسندیدہ ہے، مقام ابراہیم یا اس سے قریب ترین جگہ میں اسے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(ردالمحتار:فصل فی الاحرام)

اس نماز کی ادائیگی کے بعد سعی کے لئے جانے سے پہلے بہتر ہے کہ ملتزم سے چمٹ کر دعا کرے، کیونکہ ملتزم ان پندرہ جگہوں میں سے ایک ہے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، علامہ ابن ہمامؒ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت حسن بصریؒ کے رسالہ میں مذکور ہے کہ مکہ میں پندرہ جگہوں پر دعائیں قبول ہوتی ہیں: طواف میں، ملتزم کے پاس، میزاب کے نیچے، خانہ کعبہ کے اندر، زمزم کے پاس، مقام ابراہیم کے پیچھے، صفا اور مروہ پر، سعی کے دوران، عرفات میں، مزدلفہ میں، منیٰ میں اور جمرات کے پاس اور حسن بصریؒ کے علاوہ دیگر لوگوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ دعا خانہ کعبہ کے دیدار کے وقت اور حطیم میں قبول ہوتی ہے۔''

(فتح القدیر:باب الاحرام،فصل فی فضل ماء زمزم)

نیز طواف سے فراغت کے بعد سعی سے پہلے آب زمزم خوب سیراب ہوکر پینے کے بعد سعی کے لئے نکلے۔(ہدایہ:باب الاحرام)

(۱) سعی:

سعی کا معنی ہے چلنا اور دوڑنا۔ شرعی اصطلاح میں صفا اور مروہ کے سات چکر لگانے کو''سعی'' کہتے ہیں (الموسوعة الفقهية) حضرت ہاجرہ اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل کے لئے پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائیں تھیں اللہ نے اس کو قیامت تک کے لئے اس طرح زندہ کردیا کہ اسے حج اور عمرہ کے افعال میں شامل کردیا چناں چہ احناف کے نزدیک ''سعی'' حج اور عمرہ دونوں میں واجب ہے جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے:

''السعی بین الصفا والمروة واجب ولیس برکن۔''

(ہدایہ: کتاب الحج، باب الاحرام)

ترجمہ: ''صفا اور مروہ کے درمیان سعی واجب ہے رکن نہیں ہے۔''

عمرہ کرنے والے کو طواف کی نماز سے فراغت کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنی ہے، اب اس پہاڑی کے چند علامتی پتھر باقی رکھے گئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا کے قریب پہونچ کر قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کی جس میں صفا اور مروہ دونوں کو ''شعائر اللہ'' کہا گیا ہے، ان دونوں کے شعائر اللہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں اللہ کے دین کی نشانیوں میں سے ہیں اس لئے کہ ان کے درمیان سعی کرنا مناسک حج میں سے ہے اور حج اسلام کا ایک رکن ہے اس لئے ان دونوں کی بڑی اہمیت ہے، عمرہ کرنے والا ''صفا'' پر آ کر خانہ کعبہ کی طرف رخ کرے اور دعا میں ہاتھ اٹھانے کی طرح دونوں ہاتھ اٹھا کر ''اللہ اکبر لا الہ الا اللہ'' کہہ کر دعا کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جگہ یہ دعا منقول ہے:

ترجمہ: ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے پورے عالم کی فرمانروائی ہے اور وہی قابل تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔''

(مسلم: باب حجۃ النبی)

لیکن اسی دعا کا پڑھنا ضروری نہیں بلکہ بہتر ہے کسی کو یہ دعا یاد نہ ہو تو اللہ اکبر کہہ کر تکبیر کہہ لے اور جو دعا کر سکے کرلے۔

دعا سے فارغ ہوکر صفا سے اتر کر مروہ کی طرف روانہ ہوجائے، صفا سے اترتے ہوئے یہ دعا منقول ہے:

ترجمہ: ''اے اللہ مجھے اپنے نبی کی سنت پر زندہ رکھ اور آپ کی شریعت پر مجھے موت دے اور اے ارحم الراحمین مجھے فتنوں کی گمراہیوں سے بچالے۔''

سعی اس طرح کی جائے گی کہ چلنے کی رفتار معتدل ہو، البتہ ''میلین اخضرین'' کے مابین مردوں کو تیز تیز چلنا چاہیے آج کل ''میلین اخضرین'' کے حصہ کو سبز روشنی اور سبز ستونوں کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے، اس حصہ میں سعی کے دوران یہ دعا زبان پر ہو:

ترجمہ: ''اے اللہ! مغفرت فرمادے اور رحم فرمادے بے شک تو ہی باعزت اور سب سے زیادہ قابل تکریم ہے۔''

پھر مروہ پہاڑی پر پہونچ کر قبلہ رخ ہوکر تکبیر اور تہلیل کہے اور دعا کرے اس جگہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی دعا منقول ہے جو صفا پر آپ نے پڑھی، اس طرح ایک سعی مکمل ہوگئی، اسی طرح سات سعی کرنی ہے آخری سعی بھی صفا سے شروع ہوگی اور مروہ پر ختم ہوگی، یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ ان جگہوں پر دعاؤں اور اذکار میں مشغول ہونا مستحب ہے ضروری نہیں، اسی لئے اگر کوئی کسی وجہ سے دعا یاذکر نہ کرسکے تو بھی سعی ہو جائے گی۔

سعی کے صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری ہے

کہ صفا سے شروع کرکے اسے مروہ پر ختم کیا جائے اگر غلطی سے مروہ سے شروع کردیا جائے تو اس پہلے ''شوط'' (چکر) کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ یہ لغو قرار دیا جائے گا دوسرے شوط میں جب صفا سے مروہ کی طرف روانہ ہوگا وہ پہلا شوط ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

''ابدء بما بدء اللّٰہ بہ فبدء بالصفا'' (مسلم شریف)

ترجمہ: ''سعی اس جگہ سے شروع کرو جس کا تذکرہ اللہ نے پہلے کیا ہے اللہ نے صفا کا تذکرہ پہلے کیا ہے۔''

جو شخص سعی پر قادر ہو اس کے ذمہ خود اپنے پاؤں سے چل کر سعی کو انجام دینا واجب ہے چناں چہ ایسا قادر انسان اگر سواری پر سعی کرے گا تو دم واجب ہوجائے گا یا دوبارہ سعی کرنی ہوگی۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ: حرف السین، سعی)

سعی کے لئے یہ مسنون ہے کہ سعی طواف کے فوراً بعد کرلی جائے، سعی اور طواف میں بلا عذر زیادہ فاصلہ نہ ہو، بلا عذر زیادہ فاصلہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے البتہ اس سے دم وغیرہ واجب نہیں ہوتا ہے، اسی طرح سعی کے تمام اشواط بھی ایک ساتھ انجام دینا مسنون ہے ان کے درمیان بلا عذر فاصلہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے لیکن اگر کسی فرض نماز کے لئے یا جنازہ کی نماز کے لئے سعی کے تسلسل کو جاری نہ رکھ سکا ہے تو یہ فاصلہ مکروہ بھی نہیں ہے بلکہ ان حالات میں سعی کو روک کر نماز میں مشغول ہونا ہی بہتر ہے۔ (حوالہ سابق)

نیز یہ مسنون ہے کہ باوضو سعی کی جائے البتہ بلا وضو یا ناپاکی کی حالت میں بھی سعی صحیح ہوجاتی ہے اگرچہ یہ خلاف سنت ہے۔ (حوالہ سابق)

طواف کی طرح سعی سے فراغت کے بعد بھی دو رکعت نفل پڑھنا احناف کے نزدیک مسنون ہے، تاکہ جس طرح دونوں کی ابتداً حجر اسود کے بوسہ یا اس کی جانب اشارہ سے ہوئی اسی طرح دونوں کا اختتام بھی نفل نماز کی ادائیگی پر ہو۔

جس طرح طواف کے دوران ضروری اور دینی باتیں کرنا، کچھ کھانا پینا یا نماز میں مشغول ہونا جائز ہے اسی طرح سعی میں بھی جائز ہے اور ہر وہ لایعنی یا دنیاوی کام اس میں مکروہ ہے جو خشوع و خضوع یا ذکر ودعا یا سعی کے تسلسل کے منافی ہو۔ (حوالہ سابق)

سعی کے مذکورہ آداب کی رعایت کرتے ہوئے جب سعی کرلی گئی تو اس کے بعد سر کے بال مکمل مونڈھنا یا چھوٹے کروانا ہے اس کے بعد عمرہ کرنے والا احرام سے باہر آجائے گا اور احرام کے تمام ممنوعات اس کے لئے حلال ہوجائیں گے۔

(۲) تمتع:

افراد العمرۃ ہی کی طرح تمتع کرنے والا عمرہ کے سارے مناسک ادا کرے گا، عمرہ کے احرام سے حلال ہونے کے بعد حج کا احرام باندھے گا اور مناسک حج ادا کرے گا البتہ متمتع ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ عمرہ حج کے مہینوں میں ہی کرے اگر عمرہ حج کے مہینوں سے پہلے کرلیا تو پھر تمتع نہ ہوگا اسی طرح عمرہ اور حج دونوں ایک ہی سال میں ہونا ضروری ہے اگر اس سال حج کے مہینوں ہی میں عمرہ کیا تو آئندہ سال حج کرنے سے متمتع نہیں ہوگا جیسا کہ الموسوعۃ الفقہیۃ میں ہے:

''یشترط للمتمتع ان یکون عمرتہ فی اشھر الحج......یشترط فی التمتع ان تودی العمرۃ والحج فی سن واحد'' (الموسوعۃ الفقہیۃ: تمتع)

ترجمہ: ''تمتع کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کا عمرہ ایام حج ہی میں ہو...... تمتع میں یہ شرط ہے کہ عمرہ اور حج ایک ہی سال میں ادا کیا جائے۔''

تمتع کرنے والے پر تمتع کی ہدی لازم ہوتی ہے یعنی بکری یا بدنہ یا گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ قربان کرنا اس وقت اس پر واجب ہوجاتا ہے جب یہ اپنے حج کا احرام باندھتا ہے البتہ اس کو ابھی ذبح نہیں کیا جائے گا بلکہ یوم النحر یعنی ۱۰ر ذی الحجہ کو ہی ذبح کیا جائے گا۔ (حوالہ سابق)

(۳) قران:

قران کرنے کی صورت میں حج اور عمرہ دونوں کے افعال ومناسک ایک ہی احرام میں ادا کئے جاتے ہیں چناں چہ قران کرنے والا احناف کے نزدیک پہلے عمرہ کے لئے طواف اور سعی کرلے گا اور احرام نہ کھولے گا بلکہ اس کے بعد حج کے لئے طواف اور سعی کرے گا اور حج کے دیگر مناسک اسی احرام میں ادا کرنے کے بعد احرام کھولے گا۔

عمرہ، رمضان میں:

یوں تو عمرہ سال کے پانچ دن یعنی عرفہ اور اس کے بعد چار دن کے علاوہ پورے سال میں جب بھی کیا جائے ادا ہوجاتا ہے کیونکہ اس کے لئے پورا سال وقت ہے حج کی طرح اس کا وقت متعین نہیں ہے لیکن رمضان میں عمرہ کرنے کی اس ماہ کی خصوصیت کی وجہ سے کچھ زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ ایک روایت میں یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنا ثواب کے اعتبار سے ایک حج کرنے کے برابر ہے۔ (ترمذی شریف)

☆☆......☆☆

ہیڈ قادر آباد کالونی: حافظ آباد ضلع وتحصیل کی آخری کالونی ہے، ایک جماعتی ساتھی جناب محمد عظمت نے کالونی کے قریب مسجد و مدرسہ تعمیر کیا، جس کا نام جامع مسجد و مدرسہ ختم نبوت رکھا۔ ان کی زبردست استدعا پر نماز مغرب سے کچھ دیر پہلے مدرسہ ومسجد میں حاضری دی اور اس کی آبادی وشادابی کی دعا کی۔

جامعہ فاروقیہ محلّہ امیر پھالیہ: مولانا قاری مظہر محمود مدظلہ کے اہتمام پر ۲۰۱۱ء میں شروع ہوا۔ اس وقت اس میں حفظ وناظرہ کی تین کلاسیں ہیں، ایک سو سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ کے ایک استاذ مولانا قاری کلیم اللہ ہیں۔ ایک استاذ قاری محمد اسلم ہیں، جن کے ساتھ ۲۰/ اگست ۲۰۲۰ء میں ایک عظیم سانحہ ہوا، ان کی اہلیہ محترمہ اپنے تین بیٹوں اور ایک بیٹی کے ساتھ مدرسہ سے ملحق عمارت میں آرام فرما تھیں اور قاری محمد اسلم طلبہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ برسات کا موسم ہونے کی وجہ سے کمرہ کی چھت گرگئی تو موصوف کی اہلیہ بچوں سمیت رحلت فرماگئیں، یہ صدمہ یقیناً بڑا صدمہ ہے جواب تک ان کے دل ودماغ سے نہیں اترا، مدرسہ فاروقیہ اس وقت کرایہ کی عمارت میں تھا۔ اب مدرسہ کی ذاتی عمارت ہے۔ ۲۰/ مارچ کو رات مدرسہ فاروقیہ میں آرام کیا۔

چناب ٹیکنیکل کالج: پھالیہ کے پروفیسرز اور اسٹوڈنٹس سے ۲۱/ مارچ صبح دس سے ساڑھے دس بجے تک خطاب کا موقع ملا۔ اس کالج میں تقریباً پونے دوسو طلبہ ٹیکنیکل تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ پرنسپل جناب عامر شہزاد ہیں۔ طلبہ سے تین گزارشیں کیں:

۱:... اللہ پاک آپ کو اعلیٰ نمبروں سے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

کامیابی نصیب فرمائیں۔ آپ حضرات جس شعبہ میں بھی جائیں عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے عقیدہ کو نہ بھولیں۔

۲:... عصری تعلیمی اداروں میں طلبہ اپنے حقوق کے لئے اسٹرائک (ہڑتالیں) کرتے ہیں، اگر خدانخواستہ کوئی ایسا موقع آجائے تو اپنے اساتذہ اور ادارہ کے تقدس کو پامال نہ کریں۔

۳:... آپ لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں پر براجمان ہوں، اپنے بوڑھے، دیہاتی، اَن پڑھ والدین کو والدین ہی سمجھیں۔ اپنے وہمی تقدس کے گھمنڈ میں آکر والدین کو نہ بھولیں۔ یہ گفتگو اس تناظر میں کی گئی کہ پچھلے دنوں سوشل میڈیا پر دیکھا کہ ایک بوڑھا باپ اپنے ڈاکٹر بیٹے کو ملنے کے لئے گیا تو اس نے کہا کہ یہاں یہ نہ بتلانا کہ ڈاکٹر میرا بیٹا ہے۔ اس سے میری عظمت میں فرق آئے گا۔ پرنسپل صاحب سمیت تمام پروفیسرز نے راقم کا شکریہ ادا کیا۔

منڈی بہاؤالدین کے لاء کالج کے اساتذہ وطلبہ سے خطاب: ۲۱/ مارچ ۲۰۲۲ء بارہ بجے سے ساڑھے بارہ بجے دوپہر تک لاء کالج کے طلبہ، طالبات اور اساتذہ کرام سے خطاب کا موقع ملا۔ لاء کالج میں خطاب کا پروگرام مولانا محمد عاطف لودھی مدظلہ کے تعاون سے ہوا۔ تقریب کی صدارت لاء کالج کے پرنسپل چوہدری نوشیروان تارڑ نے کی، جبکہ مہمانِ خصوصی کالج کے بانی و مالک جناب ڈاکٹر عرفان احمد تارڑ تھے۔ راقم نے لائرز سے خطاب کرتے ہوئے وکلاء کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے خدمات کو سراہا۔ نیز ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ہونے والی آئینی ترمیم جس میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ پر روشنی ڈالی اور اس سلسلہ میں ایک وکیل جو اس وقت کی حکومت کے اٹارنی جنرل تھے، جس طرح انہوں نے امت مسلمہ کی وکالت کی۔ اس پر اس وکیل کی خدمات کو سراہا اور اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ وکیل کا نام جناب یحییٰ بختیار تھا۔ ۱۹۸۲ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں اس وقت کے صدر مملکت جناب جنرل ضیاء الحق نے تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ سی کا اضافہ کرتے ہوئے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی۔ قادیانی جماعت نے فیڈرل شریعت کورٹ، شریعت اپیلانٹ بینچ، چاروں ہائی کورٹس کے آٹھ مختلف بینچوں میں رٹیں دائر کیں۔ بینچوں نے ان کے خلاف فیصلے دیئے۔ سپریم کورٹ میں اپیل اور سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف نظرثانی کی اپیل میں وکلاء نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ راقم نے نوجوان وکلاء سے درخواست کی کہ وکیل بننے

کے بعد اپنی وکالت اور اپنی صلاحیتیں صرف پیسہ کمانے کے لئے صرف نہ کریں بلکہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا بھی عہد کریں۔ تمام طلبہ نے عہد کیا۔ یہ سلسلہ تقریباً آدھ پون گھنٹہ جاری رہا۔ پرنسپل صاحب سمیت تمام اساتذہ نے راقم کے کالج میں آنے اور پُرمغز خطاب پر شکریہ ادا کیا۔

جامعہ دارالقرآن والسنہ: میں بنات میں چھٹیوں میں تحفظ ختم نبوت کورس کئی روز سے جاری تھا۔ جامعہ کے مہتمم وبانی مولانا محمد سہیل مدظلہ کے حکم پر ۲۱/ مارچ قبل از نماز ظہر تھوڑی دیر بیان کا موقع ملا، جس میں بنات وعالمات کو ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور بچیوں سے استدعا کی کہ قادیانیوں سمیت تمام لادین عناصر کی خواتین اپنے غلط مذاہب کے لئے بھرپور محنت کرتی ہیں تو مسلمان خواتین کو بھی نسل نو کے عقائد واعمال کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ مذکورہ بالا تمام پروگراموں میں جامعہ فاروقیہ پھالیہ کے استاذ قاری محمد اسلم سلمہ ساتھ رہے، جبکہ آخری پروگرام میں مولانا مسعود حجازی، مولانا محمد عاطف لودھی اور مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی بھی شریک ہوئے۔

زیر تعمیر دفتر میں حاضری: کافی عرصہ سے کوشش تھی کہ منڈی بہاؤالدین مجلس کا اپنا دفتر ہونا چاہئے۔ چنانچہ طفیل بلاک میں دس مرلہ کا پلاٹ خریدا گیا۔ امیر مرکزیہ حضرت اقدس حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم نے پلاٹ کا معائنہ فرمایا اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ الحمدللہ! بنیادوں کی کھدائی کا کام شروع ہوچکا ہے۔ اللہ پاک تعمیر کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ دفتر کا یہ پلاٹ پھالیہ منڈی بہاؤالدین کے مین روڈ کے قریب ہے۔

جامعہ عثمانیہ واسو: جامعہ امدادیہ فیصل آباد کی شاخ ہے۔ مقامی طور پر شاخ کا نظم مولانا محمد عاطف لودھی حفظہ اللہ سنبھالے ہوئے ہیں۔ حفظ وناظرہ کی معیاری درسگاہ ہے۔ قبل از نماز عصر مولانا لودھی کے حکم پر حاضری ہوئی۔ جامعہ عثمانیہ واسو جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے بانی حضرت الشیخ مولانا نذیر احمدؒ کے ذوق تعمیری کا عکاس ہے۔ اللہ پاک علاقہ میں رشد وہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ منڈی بہاؤالدین کے پروگراموں سے فراغت کے بعد گوجرانوالہ کا سفر کیا۔ ☆☆

مولانا حفیظ الرحمٰنؒ کی وفات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا حفیظ الرحمٰنؒ شجاع آباد سے جنوب مغرب کی طرف چھتن لال کے رہنے والے اور سیوڑہ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی اور وسطانی کتب دارالعلوم کبیر والا میں پڑھیں، جبکہ مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا۔ جامعہ قاسم العلوم کا کسی زمانہ میں طوطی بولتا تھا۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا عبدالخالقؒ فاضل دیوبند بانی دارالعلوم کبیر والا ابتدائی اساتذہ کرام میں سے ہیں۔ ہمارے استاذ جی مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا قاری محمد حنیف ملتانیؒ، مولانا عبدالقادر آزادؒ، جامعہ قاسم العلوم کے فضلاء میں سے ہیں۔ مولانا حفیظ الرحمٰن نے بخاری شریف حضرت مولانا فیض احمد، ترمذی شریف حضرت مولانا محمد اکبرؒ، ابوداؤد شریف استاذ محترم مولانا منیر احمد منور مدظلہ جبکہ مسلم شریف استاذ محترم مولانا محمد امینؒ جو میرے بھی مسلم شریف کے استاذ تھے اور دوسری صحاح بھی مختلف اساتذہ کرام سے ۱۹۸۴ء میں پڑھیں اور فاضل ہوئے۔ فراغت کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مدرسہ کاشف العلوم میں ایک عرصہ تک استاذ رہے، پھر اپنی مادر علمی جامعہ قاسم العلوم ملتان میں استاذ بن کے آئے اور فوقانی درجہ کے استاذ مقرر ہوئے۔ حضرت مولانا محمد اکبرؒ کی وفات کے بعد بخاری شریف کا کچھ حصہ بھی پڑھایا، انتہائی شریف الطبع محنتی اور قابل استاذ تھے۔ تقریباً ایک ہفتہ گلے اور معدہ کے مریض رہے، کوئی چیز ہضم نہ ہوتی تھی۔ وفات والے دن اپنے چھوٹے بھائی مولانا قاری عبیدالرحمٰن مجاہد سے وفات سے پانچ منٹ قبل ٹیلی فون پر بات ہوئی، بیٹے کو کہا کہ مجھے چہل قدمی کراؤ، چہل قدمی کے دوران دل کا اٹیک ہوا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ان کی وفات کی خبر آناً فاناً پھیل گئی اور جامعہ قاسم العلوم میں سینکڑوں مسلمان جمع ہوگئے۔ ۹/ مارچ ۲۰۲۲ء ظہر کی نماز کے بعد جامعہ قاسم العلوم ملتان میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر محترم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں علماء، طلبہ، حفاظ اور مشائخ نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت اقدس حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم، وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ سمیت کثیر تعداد میں علماء کرام نے جنازہ میں شرکت کی، جبکہ اسی روز عصر کی نماز کے بعد آبائی علاقہ چھتن لال میں ان کے چھوٹے بھائی مولانا عبیدالرحمٰن مجاہد کی اقتدا میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔ شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ، راقم الحروف، قاری جمیل الرحمٰن بہلوی اور دیگر حضرات نے شرکت کی اور انہیں آبائی قبرستان خاکی شاہ شجاع آباد میں والدہ محترمہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اسی قبرستان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مرکزی مبلغ مولانا خدا بخش آرام فرما ہیں۔ انہوں نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑے، بیٹوں میں سے ایک بیٹا عالم اور تین حافظ قرآن ہیں۔

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبیِ کریم ﷺ کا ذریعہ

اللہ رسول محمد

- پوری دُنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

اِن تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے

زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، عطیات

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ — امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب — مرکزی ناظمِ اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

فون +92-61-4583486, +92-61-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019

IBAN # PK068ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Account # 0010010964710018

IBAN # PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت ﷺ، ایم اے جناح روڈ کراچی فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340